ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور پاکستان

بیاد

مولانا مفتی محمود

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ صفر اور ۲۷ صفر ۱۴۰۲ بمطابق ۱۸ دسمبر اور ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء شمارہ نمبر ۵۱/۵۲

پانچ رکنی کمیٹی کا قیام صہ ۲ پر

تخریب کاری کیوں؟ اداریہ

کچھ مادر علمی دار العلوم دیوبند کے متعلق صہ ۱۸ پر

غزل

ذرّوں میں آفتاب کی دنیا سمیٹ لوں
آ، بال و پر میں وسعتِ صحرا سمیٹ لوں

دو دن کی زندگی میں محبّت کے نام پر
اس آبنائے درد سے کیا کیا سمیٹ لوں

صحرائے شب ہے میری مسافت کے باب میں
تو جو کہے تو نور کا دریا سمیٹ لوں

ممکن نہیں ہے پھر بھی یہی چاہتے ہیں لوگ
تجھ سے رفاقتوں کا میں رشتہ سمیٹ لوں

مجھ سے تو زندگی کے حوالوں سے بات کر
ایسا نہ ہو کہ میں کوئی سایہ سمیٹ لوں

بکھروں تو کائنات میں ہر سو دکھائی دوں
یارب میں اپنے آپ کو ایسا سمیٹ لوں

آغاز ماورا ہے وہ لفظوں کی قید سے
شعروں میں کیسے اس کا سراپا سمیٹ لوں

آغاز برنی

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
مفلس

جلد ۲۴ شمارہ ۵۱/۵۲
جمعۃ المبارک ۲۰ صفر ۱۴۰۲ ۲۷ صفر ۱۴۰۲

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
زاہد بلند شہری

سرکولیشن منیجر
مولانا محمد منظور الحق رحمانی

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام، رنگ محل لاہور ۸
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

تخریب کاری کیوں؟

حکومت نے ڈی سی ۱۰ کی آتشزدگی اور لوٹنگ کے اغواء کے بعد سے اب تک "تخریب کاروں" کو پکڑنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ بدستور جاری ہے عوام امن وامان قائم رکھنے کے بارے میں حکومت کے تمام اقدامات کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہونا بھی یہی چاہیئے۔ ان مبینہ تخریب کاروں میں اکثریت کا تعلق (بقول حکومت) ایک کالعدم سیاسی جماعت سے ہے۔

ڈی سی ۱۰ کی آتشزدگی اور لوٹنگ کے اغواء سے اب تک کے واقعات تک نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ "تخریب کاری" محض ایک مقصد کا ذریعہ ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ تخریب کاری صدر ضیاء الحق کے اس واضح اعلان کے بعد سے شروع ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ وہ اپنا دوسرا مقصد (انتخابات کا انعقاد) سردست پورا نہیں کر سکتے کہ حالات اس کے لیے سازگار نہیں ہیں اور جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اس اعلان سے قبل نہ تخریب کاری کے بارے میں سنا اور نہ پڑھا گیا۔

ماضی کے دریچوں میں جھانکیے تو معلوم ہوگا کہ تخریب کاری میں کیا کیا عوامل کارفرما ہیں۔ اور یہ کہ نہ صرف وہ کالعدم سیاسی جماعت جس پر تخریب کاروں کی سرپرستی کا الزام ہے بلکہ دوسری کالعدم سیاسی جماعتوں کے کیا مقاصد ہیں ہمارے خیال میں کسی ذی شعور پاکستانی کو ان مقاصد کی حقانیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ خود صدر محترم بھی ان مقاصد کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرما ہیں کہ پاکستان کی منزل جمہوریت ہے جہاں تک ان مقاصد سے سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مقاصد کے حصول کے لیے ہر ناجائز حربہ آزمایا جائے اور پھر تخریب کاری تو ویسے بھی قبیح اور ناپسندیدہ فعل ہے جسے کوئی بھی ذی شعور محب وطن اچھا نہیں سمجھتا۔

غلط راستہ اپنانا مقاصد کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ حب الوطنی کا تقاضا تو یہ ہے کہ عوام کے ساتھ اشتراک عمل کیا جائے اور جائز مقاصد کے حصول کے لیے جائز طریقہ پر گامزن ہوں۔

اس سلسلے میں ہماری عرض اتنی سی ہے ۔ کہ تخریب کاروں کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ تخریب کاری کے پس پردہ وجوہات کا حب الوطنی کے جذبے کے تحت جائزہ لیا جائے اور مناسب اقدامات کیے جائیں۔

تعلیمی ادارے یا قتل گاہیں؟

گزشتہ ہفتہ جامعہ کراچی اور جامعہ این ای ڈی میں تصادم اور پولنگ کے بعد فائرنگ سے ایک طالب علم ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

اس حادثے میں ملوث افراد کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور ان کی ضمانت کرنے والے ۱۲ اساتذہ کو بھی پولیس نے حراست میں لے کر تحقیقات شروع کر دی ہے۔

بحوالہ اخبارات گرفتار شدگان کا تعلق ایک سابق سیاسی پارٹی سے ہے مزید یہ کہ ان کا رابطہ "الذوالفقار تنظیم" سے بھی ہے لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کا تو تحقیقات کے بعد ہی پتہ چل سکے گا۔

تعلیمی اداروں میں اس قسم کے غیر متوقع اور ناپسندیدہ واقعات کئی سالوں سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے بڑے تعلیمی اداروں کے ماحول میں سدھار کی بجائے بگاڑ کا رجحان بڑھ رہا ہے اور اس بگاڑ میں جہاں طلبا تنظیمیں ملوث ہیں وہاں "بیرونی عناصر" بھی برابر کے شریک ہیں۔

اگر تعلیمی اداروں میں بیرونی عناصر کی غیر قانونی مداخلت کو نہ روکا جا سکا تو پھر چند مخصوص پارٹیاں اور جماعتیں اپنے سیاسی مقاصد میدان جمہوریت کی بجائے نوجوانوں کو استعمال کر کے تعلیمی اداروں کے ذریعے حاصل کریں گی اور جیسا کہ وہ ماضی میں کرتی رہی ہیں۔ ان کے عزائم میں جہاں یہ شامل ہے کہ ان کی اجارہ داری ہو وہاں یہ بھی مدنظر رکھتے ہیں کہ ان کے مخصوص افکار و نظریات کو زیادہ سے زیادہ فروغ ہو۔

کراچی کی جامعات اور فیصل آباد کے میڈیکل کالج میں ہنگامے کی تحقیقات غیر جانبدار افراد سے کرائی جائے اور اصل واقعات کا کھوج لگا کر یہ معلوم کیا جائے کہ طلباء کے دو گروہوں میں اشتعال کی وجہ نزاع کیا تھی وجہ نزاع میں ملوث تمام افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی تعلیمی ادارے میں اس قسم کی کوئی بات سننے میں نہ آئے۔

زاہد بلند شہری

۱۲ دسمبر ۱۹۸۱

نظام العلماء پاکستان کا لائحہ عمل

نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے گذشتہ اجلاس کے موقع پر میں نے اپنی علالت، مصروفیات اور تحرک کردار ادا کرنے سے معذوری کے پیش نظر ناظم عمومی کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا تھا جسے حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم اور مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر نامنظور کر دیا اس کے بعد ذاتی طور پر میرا نقطۂ نظر یہی رہا ہے کہ چونکہ میں علالت کی وجہ سے زیادہ چل پھر نہیں سکتا اس لئے اس منصب کے لئے ان تجربہ کار حضرات میں سے کسی بزرگ کا انتخاب کرایا جائے جنہوں نے قائد مرحوم حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کی رفاقت میں مسلسل جماعتی و سیاسی خدمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن حضرت الامیر مدظلہ اور سرکردہ جماعتی احباب کا اصرار ہے کہ موجودہ حالات میں جماعت کو متحد اور اس کی پالیسی کے معاملات کو صحیح رُخ پر رکھنے کے لئے میں اپنے مؤقف پر اصرار نہ کروں اور استعفیٰ پر زور نہ دوں چنانچہ حضرت الامیر مدظلہ کے حکم اور جماعتی احباب کے اصرار کے پیش نظر میں جماعتی مفاد کی خاطر اپنا استعفیٰ واپس لینے کا دو ٹوک اعلان کرتا ہوں اور ملک بھر میں نظام العلماء پاکستان کی تمام شاخوں اور کارکنوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل خطوط پر دینی و سیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھیں۔

- ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بنیادی مقاصد اسلامی نظام کے مکمل نفاذ اور عام انتخابات کے ذریعہ منتخب حکومت کے قیام کے ساتھ لازوال وابستگی کا مسلسل اظہار کیا جائے اور اظہار رائے کے ہر قانونی موقع کو ان مقاصد کی اشاعت کے لئے استعمال کیا جائے۔
- ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں ہر سطح پر نظام العلماء پاکستان کے زیر اہتمام سیرت کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کی افادیت و اہمیت اور اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں حائل رکاوٹوں سے عامۃ الناس کو مؤثر پیرائے میں آگاہ کیا جائے۔
- نظام العلماء پاکستان کی صوبائی و ضلعی تنظیمیں اپنے اپنے اجلاس جلد از جلد منعقد کر کے مذکورہ بالا امور کے سلسلہ میں منظم پروگرام وضع کریں اور صوبائی راہنما دوروں کا پروگرام بنا کر جماعتی احباب کے ساتھ رابطہ کے نظام کو مستحکم کریں۔
- جماعتی راہنما اور مقررین اپنی تقاریر و بیانات میں مذکورہ بالا امور کے علاوہ ملکی سالمیت کے تحفظ، وطن عزیز کو درپیش اندرونی و بیرونی خطرات، افغانستان میں روسی جارحیت، مظلوم افغان عوام پر روسی افواج کے وحشیانہ مظالم، پاکستان کے خلاف کابل حکومت کی سرگرمیوں اور اقدامات، پاکستان کے خلاف بھارتی حکومت کے تازہ رجحانات اور ملک کے اندر تخریب کار عناصر کی مذموم کارروائیوں کا بھی تفصیل سے ذکر کریں اور افغان عوام کی جدوجہد اور پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کی پُرجوش حمایت کریں۔

میں اس موقع پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ تمام سرگرمیاں نظام العلماء پاکستان کے اپنے پلیٹ فارم سے کی جائیں۔ دوسری کسی جماعت کے ساتھ ہمارا سردست کوئی اتحاد نہیں ہے ہم تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد سے وفاداری رکھنے والی جماعتوں سے قومی معاملات میں تعاون کے لئے تیار ہیں اور اس کا فیصلہ حالات اور تقاضوں کی روشنی میں پارٹی کی ہائی کمان کرے گی لیکن تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کی اپنے قول یا عمل سے نفی کرنے والی کسی جماعت کے ساتھ ہمارے کسی نوعیت کے اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں وفاقی مجلس شوریٰ کے بارے میں بھی ہمارا مؤقف یہ ہے کہ نامزد ادارے قومی مسائل کو بہتر طور پر حل نہیں کر سکتے اور نہ ہی نامزد شوریٰ منتخب پارلیمنٹ کا بدل ہو سکتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ نظام العلماء پاکستان کی ہر سطح کی تنظیمیں اور احباب اس دائرہ میں رہتے ہوئے جماعتی مقاصد کے لئے جد و جہد جاری رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص کے ساتھ ملک و قوم اور دین حق کی مؤثر خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

والسلام

ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

مولانا عبدالحی حسنیؒ

اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت

وَاِذْ قَالَ لِفَتٰىهُ اَبْرَحُ حَتّٰى

اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۔ (سورہ کہف آیت ۶۰)

اور جب موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

کہف آیت ۲۸

اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اور برے ہمنشیں کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروش اور بھٹی جلانے والا، مشک فروش اور بھٹی جلانے والا، مشک فروش یا تمہیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا اور نہیں تو اچھی خوشبو تو ملے گی ہی اور بھٹی جلانے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا کپڑے نہ بھی جلیں تو بدبو ہی اس کے پاس ملے گی (فائدہ کچھ نہیں)۔ (متفق علیہ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروش کہ اگر اس سے تم کو کچھ نہ ملے گا تو خوشبو تو ملے گی ہی اور برے ساتھی کی مثال بھٹی جلانے والے کی سی ہے کہ اگر اس سے کپڑے نہ کالے ہوں گے تو دھواں تو لگے گا ہی۔

(ابوداؤد و نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کان ہیں، ان میں جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں اچھے ہوتے ہیں وہ اسلام لانے کے بعد اچھے ہوتے ہیں۔ جب ان کو فہم دینی حاصل ہو جاتا ہے۔ تمام روحیں دنیا میں آنے سے قبل ایک جگہ جمع کی گئیں۔ جن دو روحوں کا باہم تعارف ہوا مانوس ہو گئیں اور جن دو روحوں میں اجنبیت رہی ان میں اختلاف ہوا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں کا ہر شخص یہ دیکھ لے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

(ابوداؤد و ترمذی)

کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے دانت بڑے چمکیلے تھے اور اس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے۔ جب ان میں کسی معاملے میں اختلاف ہوتا تو اس نوجوان کی طرف رجوع کرتے اور اس کا فیصلہ تسلیم کرتے۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ دوسرے دن بہت تڑکے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو وہ ہم سے بھی پہلے اٹھ چکے ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیا۔ جب نماز پڑھ چکے تو ان کے سامنے سے میں آیا اور سلام کیا۔ پھر میں نے کہا کہ باخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا کیا اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے! دوبارہ پھر انہوں نے کہا کیا اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے۔ پھر انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر فرمایا خوشخبری ہو! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری رضا کی خاطر باہم دوستی کرنے والے، میرے لئے مل بیٹھنے والے، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے جلنے والے میری راہ میں مل کر خرچ کرنے والے لوگوں پر میری محبت واجب ہو گئی (روایہ مالک فی الموطا)

مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ۔۔ تیسری قسط :- حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مغربی تہذیب کے بارے میں بعض ممالک کا منفی یا غیر جانبدارانہ رویّہ

تین سال قبل یہاں کی عورتیں پردہ میں تھیں اس وقت اگر ایسے مواقع پر اسے باہر نکلنے کی اجازت ملتی بھی تو اسے چادر میں ملفوف ہو کر آنا پڑتا جو اسے سر سے پیر تک ڈھکے رہتی اور نقاب اس کے چہرہ کو ڈھانپے ہوئی ہوتی جس میں دیکھنے کے لئے سوراخ بنے ہوتے۔

اب یہ سب نذرِ تغیر ہو چکا ہے، اب بھی جشن کے مجمع میں ایسی عورتیں خاصی نظر آتی ہیں جو اب بھی الگ تھلگ رہنے والا برقع پہنے ہیں، اور وہ ابھی اس کی خوگر نہیں ہوئی ہیں کہ ان کو اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی آزادی نصیب ہو چکی ہے، لیکن اب عورتوں کی عظیم اکثریت بے نقاب ہو چکی ہے۔

افغانستان سے باہر رہنے والوں کے لئے یہ اندازہ بہت دشوار ہے کہ اس انقلاب نے افغان عورتوں پر کتنا زیادہ اثر ڈالا ہے۔ ۳۲ سال قبل شاہ امان اللہ خان کو ملاؤں (مذہبی عالموں نے اس لئے تخت شاہی سے نکال باہر کیا تھا کہ انہوں نے اپنی ملکہ کو بغیر نقاب کے باہر نکلنے کی اجازت دیدی تھی۔

یہ دعویٰ تقریباً صحیح ہوگا کہ افغان عورتوں کی پردہ سے "نجات" کا آغاز زچہ و بچہ کے طبی مراکز سے ہوا جبکہ ڈاکٹر اینا میریا گیڈ (جو اس وقت عالمی ادارہ صحت کے علاقائی ہیڈ کوارٹر دہلی کی صدر ہیں) آج سے دس سال قبل ڈنمارک سے افغانستان وارد ہوئی تھیں۔ اس وقت وہاں بچہ جنانے والی ایک بھی لیڈی ڈاکٹر موجود نہ تھی) پورے افغانستان میں اس وقت ایک سو بیس ڈاکٹر تھے اور وہ سب کے سب مرد ہی تھے۔ کسی مرد ڈاکٹر کو عورتوں کے معائنہ کی اجازت نہ تھی۔ مقامی قابلہ عورتیں جدید طریق علاج سے بالکل ناآشنا تھیں

ڈاکٹر گیڈ نے قابلہ (مڈوائف) عورتوں کی تربیت شروع کی اور ان میں شاہی خاندان کی عورتیں بھی شامل تھیں، زچہ بچہ کی صحت کے مراکز قائم کئے گئے اور برقعہ پوش عورتیں وہاں بکثرت آنے لگیں۔ وہاں انہوں نے صرف جسمانی فائدے ہی حاصل نہیں کئے جن کے نتیجہ میں ان کے نقطۂ نظر میں انقلابی تبدیلی ہوئی بلکہ لیڈی ڈاکٹروں اور نرسوں سے ملنے کے بعد انہیں یہ بھی علم ہوا کہ عورتیں بھی (اس پیشہ میں) مردوں کی طرح روزی کما سکتی ہیں اور اس سے اہم چیز یہ کہ ان مریض عورتوں نے ان طبی مراکز میں اپنے بارے میں یہ محسوس کیا کہ ان کی حیثیت کتنی اہم ہے اور اب ان کا شمار چھپائے جانے والے خانہ داری کے سامان میں نہیں ہو سکتا۔

آج ان عورتوں کے لیے اعلیٰ قسم کے اسپتال موجود ہیں جن کی انچارج اعلیٰ ڈگری یافتہ عورتیں ہیں جو انتہائی صاف ستھری اور حفظانِ صحت کے اصول و ضوابط پر عامل ہیں اور اس بارے میں ان روایات کو قائم کئے ہوئے ہیں جو ڈاکٹر گیڈ نے قائم کی تھیں۔

افغانستان میں عورتوں نے اگست ۵۹ء سے بے نقابی شروع کی ہے، ایک شاہی فرمان کی رو سے عورتوں کو باہر نکلنے کا حکم تو نہیں دیا گیا لیکن اجازت دے دی گئی تھی۔

میں نے کابل یونیورسٹی کی ایک میڈیکل انڈر گریجویٹ، زندگی اور زندہ دلی کی مجسم تصویر مسماۃ معصومہ کاظمی سے پوچھا کہ تم نے (اس فرمان کے اجراء کے بعد) کیا کیا ۔۔۔؟

اس نے جواب دیا کہ میری بہن اور میں نے اپنی برقع کی چادروں کو نذرِ آتش کر دیا اور ہم نے قسم کھائی کہ اب کبھی برقع اور چادر نہ استعمال کریں گے۔ معصومہ اور ان کی بہن فیروزہ یہ ایک بینک کارک کی لڑکیاں ہیں اور یہ دونوں ۱۹۶۵ء میں تعلیم مکمل کر کے لیڈی ڈاکٹر بن جائیں گی۔ خاتون ڈاکٹروں کی پہلی کھیپ ۱۹۶۴ء میں سات سال میڈیکل نصاب پورا کر کے یونیورسٹی سے نکلے گی۔

آج افغانستان کی یونیورسٹی میں مخلوط تعلیم جاری ہے جہاں پہلے طالبات چادر اوڑھ کر آنے اور طالب علموں سے علیحدہ پڑھنے کی عادی تھیں۔ یونیورسٹی کی ساری تعلیم اور ٹریننگ مفت ہوتی ہے۔ حکومت ہی فیس، کتابیں، کپڑے اور کھانے کی کفالت کرتی ہے۔ بہت سی لڑکیاں عنقریب ڈگری پا کر یونیورسٹی میں ٹیچر مقرر ہو جائیں گی، اس وقت یونیورسٹی کو مرد اور خاتون ٹیچروں کی اشد ضرورت ہے کیونکہ وہاں تعلیم کا موجودہ انحصار بڑی حد تک غیر ملکی استادوں پر ہے۔"

قریب قریب یہی رنگ ان تمام ممالک کا نظر آرہا ہے جنہوں نے عرصہ تک ہر نئی چیز کا انکار کیا اور مفید علوم اور بے ضرر وسائل نئے تنظیمی تجربوں، رفاہی تدابیر اور

فوجی استحکام کو بھی اپنے حدود میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

کم سے کم ۱۹۵۵ء تک یمن کا جو نقشہ اندرونی ترقی و تنظیم، بیرونی دنیا سے رابطہ اور زمانہ کے رفتار کے ساتھ اس کے سفر کا جو حال تھا اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل معلومات سے ہو سکے گا جو مصر کے کثیر الاشاعت ہفتہ وار "روز الیوسف" کے عرب امور کے مدیر ممدوح رضا صاحب نے یمن کے نائب وزیر خارجہ السید محمد عبداللہ العمری سے ایک انٹرویو کے درمیان اخذ کئے تھے اور ۷ فروری ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں ایک مکالمہ کی شکل میں شائع ہوئے۔ ان معلومات سے حسب ذیل حقائق کا علم ہوتا ہے:-

۱۹۵۵ء تک یمن میں کوئی باقاعدہ مردم شماری نہیں ہوئی۔ ذرائع آمدنی صرف وصول کئے جانے والے ٹیکس اور کسٹم کی آمدنی تھی، زراعت ہی تنہا اہلِ یمن کا ذریعۂ معاش تھا۔ ذرائع آب پاشی صرف دو تھے۔ بارش کا پانی اور کنویں، سالانہ بجٹ صرف ڈیڑھ کروڑ پونڈ تھا۔ ملک کا محفوظ سرمایہ امام یمن کی ذاتی دولت (۸ کروڑ پونڈ) کے سوا اور کچھ نہیں۔

ملک میں عام طور پر سڑکیں نہیں تھیں صرف دو شہروں مخا اور تعز کے درمیان کچھ ہی عرصہ پہلے ۱۲۰ کیلومیٹر ایک لمبی سڑک نکالی گئی جو ۱۹۵۵ء تک پختہ نہیں ہوئی تھی۔

پورے ملک میں صرف چھ سو مکاتب تھے ان کے علاوہ تمام شہروں میں پرائمری اسکول تھے، تعز، مخا اور حدیدہ میں ثانوی اسکول (سکنڈری اسکول) بھی تھے۔ فوج کی تین قسمیں تھیں۔ جو فوج اس وقت کام کر رہی تھی اس میں چھ بریگیڈ تھے۔ دوسری فوج جسے ٹریننگ دے کر وقت ضرورت کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا اس میں ۱۴ بریگیڈ تھے۔ ان کے علاوہ بیس ہزار نفوس پر مشتمل مختلف قبائل کے آدمی تھے۔ چوپائے آمد و رفت کا واحد ذریعہ تھے۔ ملک میں صرف چند پرائیویٹ کاریں تھیں۔ کوئی ہوائی بیڑہ نہیں تھا۔ صرف ۱۱ طیارے تھے جن میں تین ڈکوٹا تھے۔ ملک میں کوئی ہوٹل کوئی ریستوران نہیں تھا، کوئی کارخانہ نہیں تھا، کوئی پولیس فورس بھی نہیں حکومت نے بعض یورپین کمپنیوں کو کوئلہ اور پٹرول نکالنے کا ٹھیکہ دیا تھا"

ملک کی اس پسماندگی اور گرد و پیش کی دنیا کے حالات اور ہمسایہ ملکوں کی ترقی کے دباؤ نے حکومت کو بعض اصلاحات و ترقیات پر مجبور کیا، اس کی واحد صورت یہی تھی کہ ترقی یافتہ ملکوں سے امداد لی جائے۔ چنانچہ حکومت یمن نے سوویت روس اور عوامی جمہوریہ چین سے مختلف معاہدے کئے اور انہوں نے یمن کو گرانقدر قرضے دیئے اور بعض اہم ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی ذمہ داری لی، چنانچہ ۱۹۵۸ء میں چین سے جو معاہدہ ہوا تھا اس میں چین نے یمن کو ۷۰ ملین فرانک (سوئس) بلاسود دینے منظور کئے جو حسب ذیل منصوبوں کی تکمیل میں خرچ کئے جائیں گے۔

۱۔ ۵۰۰ کیلومیٹر کی ایک سڑک کی تعمیر جو حدیدہ کو صنعاء سے ملائے۔
۲۔ کپڑے کے ایک کارخانہ کا قیام۔
۳۔ خشک شدہ مچھلیوں کے لئے ایک کارخانہ کا قیام
۴۔ ایک شوگر مل
۵۔ ایک شیشہ کے کارخانہ کا قیام

زندگی کے رواں دواں قافلہ سے یہ دور افتادگی اور پسماندگی (جو کسی سوچے سمجھے منصوبہ اور خود اعتمادی اور دینی جذبہ کے ساتھ نہیں تھی، بلکہ محض کسلمندی، پست ہمتی اور بے خبری کا نتیجہ تھی) کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ بند دروازہ آندھی کے زور سے اس طرح چوپٹ کھل جائے کہ کسی وارد و صادر اور خیر و شر کی تمیز نہ رہے اور جدید تہذیب و تنظیم کا سیلاب قدیم نظام کی خوبیوں اور صحت مند و صالح افکار و اقدار کو بھی بہا لے جائے اور یمن جو کبھی "یمن میمون" کہلاتا تھا اور جس کے باشندوں کی قوتِ ایمانی و حکمتِ دینی کی شہادت زبانِ نبوتؐ نے ان قابل صد رشک الفاظ میں دی تھی: أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ (بخاری شریف)

تمہارے پاس اہلِ یمن آرہے ہیں، جن کے قلب بڑے رقیق اور جن کی طبیعتیں نہایت نرم ہیں، ایمان یمن کا حصہ ہے، دین کی سمجھ یمن کی چیز ہے، حکمت یمن کا حق ہے)۔

وہ یمن سیاسی و ذہنی و اخلاقی انتشار اور اشتراکیت کی زد میں آجائے اور غیر ملکی اس کی زندگی کا نیا سانچہ بنائیں۔

مصنف کتاب نے یمن کے اس انقلاب سے گیارہ سال قبل یمن ہی کے ایک ذمہ دار (نائب وزیر خارجہ سید عبداللہ العمری) سے (جن کا انٹرویو اوپر مذکور ہے) اپنے اس اندیشہ کا اظہار کیا تھا اور ان کو اس معتدل و متوازن راستہ کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں یمن اپنی شخصیت کو برقرار رکھ کر ترقی کر سکتا ہے اور اندھا دھند انقلابات سے محفوظ رہ سکتا ہے، ۱۹۵۱ء کے روزنامچہ کا وہ ورق عبرت کے لئے پیش ہے:

(۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ مطابق
۱۴ فروری ۱۹۵۱ء)

"آج ہم لوگ یمنی وزارت خارجہ کے سیکریٹری قاضی محمد عبداللہ العمری سے ملنے قصر الجزیرہ ہوٹل گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اس وقت بیشتر عرب ممالک کی زمام کار ان کے ہاتھ سے چھوٹ

چکی ہے اور وہ اپنے آپ کو مغرب کے تیز و تند دھارے کے حوالے کر چکے ہیں البتہ یمن کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کو ابھی اپنے اوپر قابو حاصل ہے مجھے امید ہے کہ وہ مغربی تہذیب اور اس کے تعلیمی نظام و فلسفہ حیات سے خوشہ چینی میں جلد بازی اور ناعاقبت اندیشی سے کام نہیں لے گا اور اس پر اس طرح نہ گرے گا جس طرح پیاسا پانی پر اور پروانے شمع پر گرتے ہیں۔ وہ اس تہذیب سے صرف وہ اجزاء لے گا جو اس کے طرز زندگی، اس کے مذہب اس کے مزاج اور اس کے پیغام و دعوت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں اور اس کی زائد و بے ضرورت چیزوں اور اس کے مفاسد اور برائیوں سے دست کش رہے گا، یمن ایک طویل عرصہ سے دنیا سے علیحدہ رہ کر زندگی گزارتا رہا ہے اس کو اس کا احساس ہے کہ وہ قافلہ سے بہت پچھڑ گیا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس غفلت اور سستی کی تلافی کے لئے وہ اپنی رفتار اتنی تیز نہ کر دے کہ اس کو ٹھوکروں پر ٹھوکریں لگنے لگیں یا راستہ ہی سے بھٹک جائے اور پھر وہ بات پیش آ جائے جس کی تلافی کبھی نہ ہو سکے۔

میں نے ان سے کہا کہ میرے نزدیک اسلامی ممالک میں صحیح زندگی کی بنیاد عوام میں صحیح اور طاقتور دینی شعور کا وجود ہے اور وہ صرف عمومی دعوت، عوام سے ربط اور ان کی دینی تربیت اور اس کے مختلف طبقوں میں احساس و شعور پیدا کرنے سے وجود میں آ سکتا ہے۔ دوسری مضبوط بنیاد صحیح نظام تعلیم اور وحی و نبوت کے ذریعہ آئے ہوئے اس علم کو جو ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے اور جو ہر دور کا علم اور ہر صالح تہذیب اور صالح زندگی کی بنیاد و اساس ہے، ان طبعی علوم عصری معلومات اور ان تجربوں اور ایجادات و انکشافات کے ساتھ جمع کرنا ہے جن میں مغرب فوقیت لے گیا ہے اور مشرق پر غالب آگیا ہے مجھے امید ہے کہ یمن ان دونوں طاقتوں کو جمع کرنے میں کامیاب ہوگا، اس وقت ہم توقع کر سکتے ہیں کہ اس کی تمام عرب ممالک میں جو نہ اسلامی کہے جا سکتے ہیں نہ مغربی۔ ایک بالکل دوسری شان ہوگی۔

W. ERICH BETHMANN نے اپنی کتاب YEMEN ON THE THRESHOLD میں کیا ہے، مصنف نے ۱۹۵۹ء میں یمن کی سیاحت کی جبکہ امام احمد کی حکومت تھی اور اس نے جدید ترقیات کے لئے اپنے دروازے بند کر رکھے تھے۔ مصنف مذکور نے اس طرح اپنی مسرت اور اندیشہ کا اظہار کیا ہے:-

"عہد حاضر کی سہولتوں اور آسائشوں سے محرومی اور آجکل کی بہت سی عام ضروریات زندگی کے مالک ہونے کی خواہش نہ رکھنے کے باوجود یہاں کے لوگ مقابلۃً خوش و خرم ہیں۔ مرحوم امام یحییٰ اور موجودہ امام احمد نے اس احساس کے باوجود کہ عہد حاضر کی قوتیں یمن کی اس زندگی میں جس کا وہ اب تک عادی رہا ہے بہت سی تبدیلیاں پیدا کر کے رہیں گی جن کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے، برابر اس کی کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے یمن کے دروازے مضبوطی سے بند رکھے جائیں۔ انہیں اس میں اچھی خاصی کامیابی رہی، لیکن اس صورت حال کا زیادہ دن قائم رہنا بہت مشکوک معلوم ہوتا ہے۔

نیا زمانہ یمن کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ طیارے، موٹر کار، ٹیلیفون، ریڈیو اور برقی روشنی کا داخلہ وہاں ہو چکا ہے اور دوسری چیزیں بھی ان کے عقب میں پہنچنے والی ہیں اس ٹکراؤ کا اثر زیادہ قوت سے محسوس ہو کر رہے گا اور اس سلسلہ میں عبوری دور آنے والا ہے، آیا یہ عبوری دور بلا کسی سخت تہلکہ کے گزر جائے گا یا ملک میں یہ بدامنی اور فساد برپا کر کے رہے گا؟ اس کا انحصار بڑی حد تک اس امر پر ہے کہ یہ کونسا راستہ اختیار کرتا ہے اور طرز جدید کی حکومت جس کی بنیاد عہد حاضر کی معاشی ضروریات پر ہو، کے قیام کے لئے کس نوعیت کے قدم اٹھائے جاتے ہیں؟ یہ عبوری دور تدریجی ہونا چاہئے اور اس کے لئے بڑی دانائی کی ضرورت ہے کہ جو ابتدائی قدم اٹھائے جائیں وہ صحیح ہوں اور جو طریقے اختیار کئے جائیں وہ بھی صحیح ہوں۔

پھر ان منصوبوں، تنظیمات اور نئی اصلاحات کا تذکرہ کرتے ہوئے جن کو یمن کی ترقی و استحکام کے سلسلہ میں اولیت و ترجیح حاصل ہے اور ان ماہرین فن کا ذکر کرنے کے بعد جو ملک کی ٹھوس تعمیر و ترقی کے لئے صحیح اور بے غرض مشورہ دے سکیں۔ وہ روحانیت و مادیت کے اس صحیح امتزاج اور ملک کی متوازن ترقی کی دعوت دیتا ہے جس کی ایک مغربی فاضل سے زیادہ ایک مسلمان مشرقی مفکر سے توقع کی جاتی ہے، وہ لکھتا ہے:

"بلاشبہ یمن معاشی دائرہ میں بہتری کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا اسے اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ وہ قابل قدر مذہبی و روحانی ورثہ کو بھی برقرار رکھے، صرف مادی ترقی ہی نہ انسانی خواہشوں کا مکمل علاج کر سکتی ہے نہ انسان کو بعجلت خوش و مطمئن بنا سکتی ہے، اس کا تجربہ ان ملکوں کو جو بڑی سے بڑی مادی ترقی کر چکے ہیں روزانہ افسوس و غم کے ساتھ حاصل ہو رہا ہے۔ اسی وقت

جبکہ بنیادی انسانی قدروں کی حفاظت کی جائے گی اور روحانی و مذہبی اثاثہ کو افراد (جو قوم کی تشکیل کرتے ہیں) کے ضمیر میں زندہ و قوت کا درجہ حاصل ہو گا، مادی ترقی ایک نعمت ثابت ہو سکتی اور زندگی کے ہر پہلو کو مالا مال کر سکتی ہے۔ یہ عقلمندی کے ساتھ اپنے قیمتی روحانی ورثہ اور مادی ترقی کے ساتھ اس حد تک ملا رکھنے کے ذریعے جو اس کی ضروریات کے لحاظ سے مناسب ہے۔ وہ پھر عرب کے "باغِ عدن" کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے جس میں لوگ سکون کے ساتھ رہ سکیں گے، دانائی اور ترقی کے اس خوشگوار امتزاج ہی سے یہ نہ صرف دنیائے عرب بلکہ دنیائے اسلام کی ترقی میں معتدل حصہ لے سکتا ہے بلکہ مجموعی طور سے دنیا کی ترقی میں بھی۔"

عالمِ اسلام میں انقلابات اور بغاوتوں کا اصل سبب

صحیح دینی شعور (جو اسلامی تعلیم و تربیت کا لازمی نتیجہ ہے) ان حالات کی اصلاح اور خوشگوار تبدیلی کے لئے بالکل کافی اور اس کا ضامن تھا، لیکن بد قسمتی سے وہ خود اپنی طاقت کھو چکا تھا، دوسری طرف مغرب کی مادہ پرست تہذیب مبالغہ اور بلند آہنگی کے ساتھ "حریت و مساوات" کا نعرہ بلند کر رہی تھی اور قدیم طرزِ زندگی اور ماحول کو یکسر بدل دینے کے درپے تھی (خواہ وہ کسی شکل میں بھی ہو) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوسائٹی میں ایک عام بے چینی اور بد دلی پھیل گئی، ان حالات کے خلاف دلوں میں نفرت کراہت اور بغاوت کا لاوا پھوٹ پڑا اور انجام اور نتائج سے قطع نظر یہ آگ برابر تیز ہوتی گئی۔ اسلامی ممالک میں جو آئے دن فوجی انقلابات اور بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں اس کا راز اور اصل سبب یہی بے چینی اور بد دلی ہے۔

شاید عالم اسلام میں ان انقلابات کی صلاحیت دوسرے ممالک کے مقابلے میں اس لئے بھی زیادہ ہے کہ عالم اسلام میں ہزار کمزوریوں کے باوجود دینی شعور اور دینی جذبہ بہر حال موجود ہے جو احتجاج و بغاوت اور اصلاحِ حال کی عملی جد و جہد پر کسی نہ کسی وقت آمادہ کر دیتا ہے اور لوگ غلط اور صحیح طریقہ پر موجودہ صورت حال سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں۔

بہر حال جب تک عالم اسلام کے کسی حصہ میں عالم اسلام کے کسی حصہ میں عام پسماندگی اور کمزوری پائی جاتی ہے، جب تک اس کے بعض طبقوں کی غربت و افلاس کا یہ عالم ہے کہ اس کے لاکھوں افراد کو ایک وقت کا کھانا اور بدن ڈھکنے کے لئے کپڑا میسر نہیں، جب تک ایک حلقہ میں بے اندازہ دولت اور مجرمانہ زر اندوزی اور عوام کی دولت کا بے حیائی کے ساتھ استعمال بے عقلی اور جنون کی حد تک جاری ہے، جب تک امراء و اہلِ ثروت کے تعیش اور فسق و فجور کے افسوسناک قصے زیب داستان و نقلِ محفل بنے رہتے ہیں، جب تک جہالت و ناخواندگی عام ہے اور عوام کا بڑا حصہ تعلیم سے محروم ہے اور عالم اسلام (جس کا بڑا حصہ مشرق میں واقع ہے) یا اس کے کسی حصہ کی وہی صورتحال قائم رہتی ہے جس کی تصویر بیسویں صدی کی ابتدا میں ترکی کے مشہور اسلامی الفکر شاعر و ادیب محمد عاکف نے بڑی خوبصورتی سے کھینچی ہے تو حساس طبیعتوں کا دردناک صورتحال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو جانا ہر طرح قرینِ قیاس ہے۔ محمد عاکف اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں:

"لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے مشرق کی اتنے عرصہ تک سیاحت کی، آخر تم نے کیا دیکھا؟ میں کیا بتاؤں کیا دیکھا، میں اس سرے سے اس سرے تک ویران بستیاں، بے سری قومیں، ٹوٹے پھوٹے پل، بند نہریں، سنسان سڑکیں دیکھیں، میں نے جھریاں پڑے چہرے، جھکی ہوئی کمریں، خالی دماغ، بے حس دل، الٹی عقلیں دیکھیں میں نے ظلم غلامی، خستہ حالی، ریاکاری قابلِ نفرت برائیاں، طرح طرح کی بیماریاں جلے ہوئے جنگل، ٹھنڈے چولھے، بنجر کھیت، میلی صورتیں، ننگے ہاتھ پاؤں دیکھے میں نے بے جماعت کے امام دیکھے، بھائی کو بھائی کا دشمن دیکھا، وہ دن دیکھے جن کا کوئی مقصد نہیں، وہ راتیں دیکھیں جن کی کوئی صبح نہیں۔"

(ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش ص ۱۹۲)

جب تک ان ممالک کے علماء دین اور رہنمایانِ ملت اپنے دینی فریضہ کی ادائیگی اور امراء و اغنیاء کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی جرأت سے محروم ہیں اور مناصب اور عہدوں کے لئے کشمکش یا غیر اہم اختلافی مسائل پر جنگ و جدال اور زور آزمائی اور رسہ کشی ان کی روایت بنی رہتی ہے جب تک دینی تربیت، زہد و تقویٰ عزتِ نفس اور اخلاقی و دینی جرأت کی عملی مثالیں تقریباً مفقود ہیں۔ جب تک مخالف پروپیگنڈا اور مخالف تحریکیں اور نظریات اس معاشرہ میں چور دروازے سے (اور بعض اوقات علی الاعلان) برابر داخل ہوتے ہیں اور ان کو عالم اسلام کی اس آبادی میں کام کرنے کا پورا موقع مل سکتا ہے وہاں کے اجتماعی اقتصادی و اخلاقی حالات ان کو سہارا دیتے ہیں اور ان کے مقصد کو تقویت پہنچانے کا باعث بنتے ہیں، جب تک یہ غیر فطری اور غیر اسلامی صورت حال ان اسلامی ممالک میں برقرار رہے گی اس وقت تک یہ ممالک اخلاقی و سیاسی انتشار سے دوچار اور سیاسی و فوجی انقلابات کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ یہ ممالک آتش فشاں پہاڑ کے دہانے پر کھڑے ہوئے ہیں جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔

اس صورتحال کا علاج

اس صورتِ حال کو کوئی فوجی طاقت،

باقی صفحہ ۲۶ پر

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد میاں علیہ الرحمہ

سرمایہ ختم کیا جائے یا بُخل؟

فنا میں بقاء

عمل اور روح کا رابطہ ، ماہرین روحانیت کا فیصلہ

دو کلمے ہیں، سبحان اللہ والحمد للہ۔ زبان نے حرکت کی اور یہ کلمے (بول) سُنے گئے، حرکت ختم ہو گئی، آواز بھی ختم ہو گئی، تو کیا یہ الفاظ بھی ختم ہو گئے جو زبان سے صادر ہوئے تھے؟

پوری دنیا ہمیشہ اسی فریب میں مبتلا رہی کہ یہ الفاظ ختم ہو گئے۔ فلاسفہ اور منطقی حضرات اپنی چمکتی ہوئی دلیلوں سے یہی ثابت کرتے ہے کہ الفاظ اعراض ہیں، جن کی اپنی کوئی ہستی نہیں۔ کسی دوسری چیز کے سہارے ان کا نمائشی وجود ہوتا ہے جو آناً فاناً ختم ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "سبحان اللہ والحمد للہ یملآن مابین السماء والارض" سبحان اللہ اور الحمد للہ اس تمام فضا کو پُر کر دیتے ہیں جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے۔

یہ ایک ایسی ہستی کا اعلامیہ تھا جو کائنات کا حقیقت شناس ہے اور ہم اس کو رسول برحق مانتے ہیں، مگر ہماری فلسفہ زدہ کی طبیعت اس ارشاد کی تاویل و توجیہہ کرتی رہی اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ یہ حدیث پڑھتے ہوئے ہمیں جھجک ہوئی کہ محققین فلسفہ و سائنس ہمیں اوہام پرست کہیں گے (معاذ اللہ) بیسوی صدی کے سائنس دانوں کو خدا ہدایت نصیب کرے، انہوں نے خود اپنے اماموں اور پرانے استادوں "فلاسفہ قدیم" کی تردید کی۔

سات سمندر پار واشنگٹن (امریکہ) سے ایک شخص ریڈیو پر بولتا ہے، دنیا کے ہر گوشے سے اس کے الفاظ سُن لئے جاتے ہیں۔ کیا بولنے والے کے الفاظ ختم ہو گئے تھے، فنا ہو گئے تھے۔ اگر فنا ہو گئے تھے تو یہ فضا ان الفاظ سے کیسے بھر گئی یا بجلی کی لہروں نے ان الفاظ کو دنیا کے ہر گوشے میں کس طرح پہنچا دیا۔ اگر یہ ختم اور فنا ہو گئے تھے۔

تقریر کرنے والے یا بولنے والے کے قریب آپ نے چھوٹا سا آلہ رکھ دیا۔ آپ کی تمام تقریر اور تمام گفتگو ریکارڈ ہو رہی ہے۔ تقریر کرنے والے کی وفات ہو گئی، مگر اس کی تقریر کا یہ ریکارڈ موجود ہے۔ جب چاہیں آپ سُن سکتے ہیں۔ کیا عجب ہے اس طرح کی کوئی قوت قدرت نے خود ہماری آنکھ، ناک اور ہماری جلد اور بدن کے حصہ میں رکھ دی ہو اور نہ رکھ دی ہوتی تو ہم باہر بھی اس کا ادراک کیسے کر سکتے؟ جبکہ ہم میں اس کیفیت کا شعور ہی نہ ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں یہ کیفیت ہو۔ پس جب ہم میدان حشر میں داور محشر کی عدالت میں اپنے کسی قول یا فعل سے انکار کریں تو ممکن ہے کہ ہمارے اعضاء کا یہ مخفی ریکارڈ دفعتہً بجنے لگے اور ہمارا پول کھول دے۔ کما یشیر الیہ قولہ تعالیٰ وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم

(سورہ سجدہ ع ۳)

اور ملاحظہ فرمائیے کسی شرارت پسند بدزبان نے یا کسی نیک اور سنجیدہ بزرگ نے غصہ سے بے تاب ہو کر کسی کو گالی دیدی، پھر زبان رُک گئی، الفاظ ختم ہو گئے فضا میں خاموشی چھا گئی، مگر کیا گالی کے الفاظ کی تاثیر بھی ختم ہو گئی۔ ایک شاعر نے اپنی عربی زبان میں کہا تھا:

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

نیزے کے زخم بھر جاتے ہیں مگر وہ زخم نہیں بھرتا جو زبان نے لگایا ہو۔

فنا میں بقاء جس کی چند مثالیں پہلے گذریں صرف زبان کے فعل اور زبان کی حرکت تک ہے یا انسان کے ہر فعل کی یہی خاصیت ہے کہ بظاہر ختم ہو جاتا ہے، مگر واقعہ اور حقیقت کے لحاظ سے کبھی ختم نہیں ہوتا، ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اتنا تو ہمیں معلوم ہے یعنی ہمارے مشاہدے کی بات ہے کہ جب تک انسان کا سانس باقی ہے عمل کی تاثیر ختم نہیں ہوتی۔

تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ فردوسی نے جب سلطان محمود غزنوی کی فرمائش کے بموجب ساٹھ ہزار شعر کا "شاہنامہ" لکھ

←

لکھ کر پیش کر دیا تو اوّل تو اپنی قرار داد کے بموجب انعام دینے میں محمود غزنوی کو تامل ہوا بالآخر جب یہ طے کر لیا کہ جو انعام (فی شعر ایک دینار) طے ہوا تھا وہ ادا کرنا ہے تو انعام کی رقم فردوسی کے مکان کی طرف چل رہی تھی اور فردوسی زندگی کے سانس پورے کر کے قبرستان جا رہا تھا (اللہ بس باقی ہوس)

مطلب یہ کہ فردوسی نے جو فعل کیا تھا اس کی تاثیر اس کی زندگی کے آخری سانس تک باقی رہی بلکہ اس کی وفات کے بعد بھی باقی رہی اور کہہ سکتے ہو کہ اتنی تاثیر آج تک بھی باقی ہے کہ ہر صاحبِ نظر کی نظر میں فردوسی قابل احترام ہے اور سلطان محمود پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے وعدہ پورا کرنے میں پس و پیش کیوں کیا؟

اچھا جب ہم نے کہا کہ انسان ختم ہی نہیں ہوتا، موت فنا نہیں ہے بلکہ انتقال ہے ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف! تو کیا درست ہوگا کہ "عمل انسان" کو ختم مان لیا جائے اور اُسے منتقل شدہ نہ مانا جائے۔ جس کے اثرات یہاں بھی رہیں اور وہاں بھی ہوں۔

ہاتف غیبی وحی کے ذریعہ انسان کو یہی تنبیہ کرتا رہتا ہے اور یہی آگاہی دیتا رہتا ہے "غافل جس طرح موت سے تیری فنا نہیں ہے، تیرے عمل کو بھی فنا نہیں ہے"۔

یہاں ہم ان کو نہیں مانیں گے جن کو انسانی ترقی اور انسانی تنزل کا فرق بھی معلوم نہیں ہے جن کی ترقی کا الٹا اثر یہ ہے کہ نوع انسان دولت اطمینان سے محروم ہے اور جیسے جیسے ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے بے اطمینانی اور آپس کی بداعتمادی بڑھ رہی ہے، خوف و ہراس کی وبا پھیل رہی ہے، انسان کو انسان سے نفرت ہو رہی ہے اور جذبات عداوت میں بحران پیدا ہو رہا ہے، دعویٰ ہے دانشمندی اور ہمہ دانی کا، مگر دانشوری یہ ہے کہ خود اپنی خبر نہیں کہ وہ کیا ہیں ؎

با ہمہ ذوقِ آگہی، ہائے رے پستئ بشر
سارے جہاں کا جائزہ، اپنے جہاں سے بے خبر
(جگر مراد آبادی)

ایک صاحب فرماتے ہیں اور صحیح فرماتے ہیں ؎

نور و نار بھی شامل ہے، سوز و ساز بھی داخل ہے
جانے کیا کیا ترکیبیں ہیں اجزائے انسانی میں
یہ کھٹکا سا ہے کیا؟ آخر جس کے سہارے جیتا ہوں
حالِ دُنیا معلوم ہو کیا؟ جب حالِ دل معلوم نہیں
(گوپی ناتھ امن)

ایک دانشمند کے خیال میں دانشوری یہی ہے کہ نادانی کا اعتراف کیا جائے ؎

تا بہ انجا رسید دانش من
کہ بدانم ہمی کہ نادانم
(ابو شکور بلخی)

یہاں ہم صرف ان کی بات مانیں گے جن کے متعلق دنیا کے دانشور اور دانشمند مانتے ہیں کہ قدرت نے ان کو پیدا ہی اس لئے کیا تھا کہ وہ انسان کو آگاہ کریں کہ انسانیت کیا ہے؟ آدمیت کسے کہتے ہیں؟ اس کا کیا مقصد ہے اور وہ کیا فرائض ہیں جو اس پر عائد ہوتے ہیں۔

دنیا میں ہر فن کے ماہر ہوتے ہیں اس فن سے ان کو دلچسپی ہوتی ہے اور ان کا نشو و نما ابتدا سے ایسا ہوتا ہے جو اس فن کے مناسب ہوتا ہے۔ انسانیت کی تشخیص، انسانیت کا بناؤ سنوار یہ بھی ایک فن ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم میں اس کے ماہر گذرے ہیں۔ انہوں نے انسان کو پہچانا، انسانیت کو پہچانا، اس کی خوبیوں اور خرابیوں کو معلوم کیا۔ خوبیاں کو بڑھانے اور خرابیوں کو دُور کرنے کی ترکیبیں بتائیں۔ نسخے ایجاد کئے، مذہب کی زبان میں ان کو نبی کہتے ہیں۔ ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں یہ مسئلہ ہم ان سے دریافت کریں گے کہ عمل کا تعلق عمل کرنے والے سے کیا ہوتا ہے، وہ ختم ہونے والی چیز ہے یا پتھر کی لکیر ہے جو جوہر انسان پر کندہ ہو جاتی ہے، کیا عمل کا بھی ایک عالم ہے اور جس طرح ہمارے الفاظ فضا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنا وجود رکھتے ہیں۔ یہ عمل اپنی خصوصیات اور تاثرات کے ساتھ اپنا وجود رکھتے ہیں۔

روحانیت کے ماہرین اور شرافت و انسانیت کے ان فن کاروں نے جنکو نبی کہا جاتا ہے بالاتفاق ایک ہی بات بتائی تھی، مگر ان کی بتائی ہوئی باتیں لوگوں کو یاد نہیں رہیں، کیونکہ انہوں نے ان کو اپنے زمانہ میں لکھوایا نہیں تھا، اور اگر کسی نے کچھ لکھوا دیا تھا تو وہ گم ہو گیا یا جس زبان میں لکھوایا ہوگا وہ زبان محفوظ نہیں رہی۔ ہاں ایک چیز بالکل محفوظ ہے، اسکو اسی وقت لکھوا دیا گیا تھا جب اس کا نزول ہوا تھا۔ لکھوانے کے ساتھ یاد بھی کرا دیا تھا۔ چنانچہ وہ ابتدا سے لے کر آج تک صحیفوں اور تحریروں میں بھی محفوظ چلا آتا ہے اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سینوں میں بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ یہ قرآن حکیم ہے جو صرف جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا مجموعہ نہیں بلکہ ان تمام مقدس انسانوں کی تعلیمات کا محفوظ مجموعہ ہے جو روحانیت کے ماہر اور انسانیت کے معلم بن کر دنیا میں آئے۔ وہ دنیا سے الگ رہتے ہوئے دنیا والوں کی اصلاح کرتے رہے۔ نوع انسان کی درستی اور انسانیت کے سدھار میں انہوں نے اپنی پاک زندگیاں صرف کیں۔ ان مقدس اور پاک بزرگوں نے جو بتایا وہ عقل سے بعید بات نہیں بلکہ رات دن کا ہمارا مشاہدہ ہے، ہم دیکھتے ہیں، تجربہ کرتے ہیں مگر غور نہیں کرتے۔

مشاہدہ: اس سے کون انکار

کو سکتا ہے کہ انسان جس طرح مختلف عناصر کا مجموعہ ہے، اسی طرح اس کے ذہن اور دماغ کا چھوٹا سا سوٹ کیس بہت سی صلاحیتوں کا سیف دی خزانہ ہے، ہر ایک صلاحیت اپنے اپنے خانہ میں سجی ہوئی ہے۔ انسان جس چیز کو بڑھانا چاہے بڑھا سکتا ہے، بڑھانے والی چیز پریکٹس ہے (مشق یعنی مسلسل عمل) مشق سے پہلے تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے، مگر تعلیم صلاحیت کو بڑھاتی نہیں اس کو بیدار کرتی ہے اور اس کا رُخ اور راستہ مقرر کر دیتی ہے۔

ریت اور کنکریوں سے کھیلنے والا بچہ، بڑا ہوا تو وہ طبیب حاذق یا ڈاکٹر تھا۔ اس کی فطرت میں ایک صلاحیت تھی تعلیم نے اس کو بیدار کیا، چمکایا، اس کو طبابت اور ڈاکٹری کے راستہ پر لگایا اور رات دن کی مشق اس کی صلاحیت کو پختہ کر دیتی ہے۔ مرض کی تشخیص کر کے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے مریض شفایاب ہوتا ہے اور اس کا تجربہ بڑھتا ہے اور صلاحیت پختہ ہوتی ہے، یہاں تک کہ طبابت اس کا مزاج بن جاتی ہے۔

رب اور پروردگار کا اعتراف فطری جوہر ہے۔ تعلیم نے اس کو روشن کیا۔ پھر تعلیم پر اس نے عمل کیا تو یادِ خدا اس کی طبیعت ثانیہ بن گئی اور وہ ایسا ہو گیا کہ دنیا والے اس کو دیکھتے ہیں تو ان کو بھی خدا یاد آ جاتا ہے۔ جلاد کو جب پہلی مرتبہ قتل کرنے یا پھانسی پر چڑھانے کا حکم دیا گیا، اس کو بہت جھجک ہوئی، لیکن جب یہ عمل بار بار کیا گیا تو جھجک کے بجائے اس کو مزا آنے لگا، اس کی طبیعت جلاد بن گئی اور اب اس کی صورت دیکھتے ہیں تو خوف معلوم ہوتا ہے۔

دُنیا کے ان تمام مقدس بزرگوں نے جن کو نبی کہا جاتا ہے، یہی بتایا ہے کہ انسان کا کوئی عمل رائیگاں نہیں جاتا۔ وہ انسان کی صلاحیت پر اثر ڈالتا ہے اور اس کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ اچھے عمل کرنے والا انسان اچھا ہو جاتا ہے، بُرے عمل کرنے والا انسان بُرا بن جاتا ہے۔ جیسا بوتا ہے ایسا ہی پھل پاتا ہے۔ ببول کے بیج بو کر انگور کے خوشوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

عمل اور روح کا رابطہ۔

ماہرین رُوحانیت کا فیصلہ

ہم شکرگزار ہیں سائنس جدید کے۔ اس نے مشاہدہ کرا دیا کہ ہماری زبان اور ہمارے ہونٹوں کا عمل فنا نہیں ہوتا یعنی جو الفاظ زبان اور ہونٹوں کی حرکت سے صادر ہوتے ہیں وہ فنا نہیں ہوتے۔ ان کا وجود قائم رہتا ہے۔ ٹیلیویژن نے مشاہدہ کرا دیا کہ ہاتھ پاؤں کے عمل اور ان کی حرکت بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔ اس وجود کا عکس بھی پڑتا ہے۔ پس ہمارا یہ خیال یقیناً غلط ہے کہ عمل کا اپنا وجود کچھ نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ عمل اپنا ایک وجود رکھتا ہے۔

محققین سائنس یہ نہیں بتا سکے کہ اس وجود کا تعلق جس طرح فضا سے ہے آیا ہماری باطنی قوتوں اور ہماری اس حقیقت سے بھی اس کا کچھ تعلق ہے جس کو روحانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے جو موت پر فنا نہیں ہوتی بلکہ ایک نئی زندگی اختیار کر لیتی ہے۔

سائنس کے اصحابِ تحقیق شاید اس سوال کا جواب آئندہ بھی نہ دے سکیں کیونکہ روح، روحانیت اور مابعد الموت ان کا موضوع نہیں ہے۔ ان کا موضوع وہ مادہ ہے جو عالم مشاہدہ میں اس وقت موجود ہے لیکن ہمارا وجدان شہادت دیتا ہے کہ عمل کے وجود کا تعلق ہماری روحانیت سے یقیناً ہے اور بہت گہرا تعلق ہے۔ ہمارا عمل خود ہمارے اندر کبھی مسرت اور خوشی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور ہماری روح کو مطمئن کر دیتا ہے اور کبھی ہمارا عمل ہمارے اندر غم، پریشانی اور اضطراب، بے چینی کا طوفان برپا کر دیتا ہے۔

اگر عمل کا تعلق روحانیت اور ان معنوی قوتوں سے نہیں ہے جو ہمارے اندر موجود ہیں تو پھر اس اضطراب و بے چینی یا سکون اور اطمینان کی وجہ کیا ہے؟ اور ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کسی عمل پر ہم مسرور اور مطمئن ہو جاتے ہیں اور کسی پر ہم پچھتاتے اور غمگین ہوتے ہیں یہاں تک کہ بیمار پڑ جاتے ہیں۔

روحانیت کے وہ ماہر جن کی پیدائش ہی اس لئے ہوتی ہے کہ وہ روحانیت کی باتیں بتائیں۔ چنانچہ شروع ہی سے ان پر روحانیت کا غلبہ یہاں تک رہا کہ کبھی ان سے

- - - - - - - - - - - - -

روحانیت اور سچائی اور اعلیٰ اخلاق کے خلاف کوئی فعل سرزد نہیں ہوا جن کی فطری بیداری اور قدرتی فکر و بصیرت کا یہ عالم رہا کہ کبھی کسی نے کسی کالج یا یونیورسٹی میں تو کیا کسی مکتب اور پرائمری اسکول میں بھی تعلیم نہیں پائی۔ اور اس کے باوجود انہوں نے نوعِ انسانی کو وہ سبق دیئے کہ ان کی بنیاد پر اعلیٰ اخلاق شریفانہ کردار، انسانیت کی فلاح و بہبود اور امن عالم کے بنیادی اصول مرتب کئے گئے جن کو اقوامِ عالم نے ضابطۂ حیات بنایا اور دنیا کے دانشوروں نے ان سے ہر طرح کے قانون اخذ کئے۔ یہ اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل، روحانیت کے اعلیٰ ترین ماہر جن کو نبی کہا جاتا ہے وہ بہت پہلے سے بلکہ ہمیشہ سے یہی بتاتے رہے ہیں کہ ہر عمل ایک وجود رکھتا ہے، اس کی خاصیتیں ہوتی ہیں اور اس کے اثرات ہوتے ہیں جو عمل کرنے والے کی روحانیت سے پیوست ہو جاتے ہیں۔

ہمارے وجدان کی شہادت یہ ہے کہ عمل کی طرح ہماری خصلتوں کا بھی وجود ہے اسی لئے ان کے ملمذات چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ رحمدل کا چہرہ اس کے دردِ دل کی شہادت دیتا ہے۔ جفاکار اور سنگدل کو آپ اس کے

کو سکتا ہے کہ انسان جس طرح مختلف عناصر کا مجموعہ ہے، اسی طرح اس کے ذہن اور دماغ کا چھوٹا سا سوٹ کیس بہت سی صلاحیتوں کا سیف دُ خزانہ ہے، ہر ایک صلاحیت اپنے اپنے خانہ میں سجی ہوئی ہے۔ انسان جس چیز کو بڑھانا چاہے بڑھا سکتا ہے، بڑھانے والی چیز پریکٹس ہے (مشق یعنی مسلسل عمل) مشق سے پہلے تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے، مگر تعلیم صلاحیت کو بڑھاتی نہیں اس کو بیدار کرتی ہے اور اس کا رُخ اور راستہ مقرر کر دیتی ہے۔

ریت اور کنکریوں سے کھیلنے والا بچہ، بڑا ہوا تو وہ طبیب حاذق یا ڈاکٹر تھا۔ اس کی فطرت میں ایک صلاحیت تھی تعلیم نے اس کو بیدار کیا، چمکایا، اس کو طبابت اور ڈاکٹری کے راستہ پر لگایا اور رات دن کی مشق اس کی صلاحیت کو پختہ کر دیتی ہے۔ مرض کی تشخیص کر کے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے مریض شفایاب ہوتا ہے اور اس کا تجربہ بڑھتا ہے اور صلاحیت پختہ ہوتی ہے، یہاں تک کہ طبابت اس کا مزاج بن جاتی ہے۔

رب اور پروردگار کا اعتراف فطری جوہر ہے۔ تعلیم نے اس کو روشن کیا۔ پھر تعلیم پر اس نے عمل کیا تو یاد خدا اس کی طبیعت ثانیہ بن گئی اور وہ ایسا ہو گیا کہ دنیا والے اس کو دیکھتے ہیں تو ان کو بھی خدا یاد آ جاتا ہے۔ جلاد کو جب پہلی مرتبہ قتل کرنے یا پھانسی پر چڑھانے کا حکم دیا گیا، اس کو بہت جھجک ہوئی، لیکن جب یہ عمل بار بار کیا گیا تو جھجک کے بجائے اس کو مزا آنے لگا، اس کی طبیعت جلاد بن گئی اور اب اس کی صورت دیکھتے ہیں تو خوف معلوم ہوتا ہے۔

دنیا کے ان تمام مقدس بزرگوں نے جن کو نبی کہا جاتا ہے، یہی بتایا ہے کہ انسان کا کوئی عمل رائیگاں نہیں جاتا۔ وہ انسان کی صلاحیت پر اثر ڈالتا ہے اور اس کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ اچھے عمل کرنے والا انسان اچھا ہو جاتا ہے، بُرے عمل کرنے والا انسان بُرا بن جاتا ہے۔ جیسا بوتا ہے ایسا ہی پھل پاتا ہے۔ ببول کے بیج بو کر انگور کے خوشوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

گندم از گندم بروید جو زجو
از مکافات عمل غافل مشو

عمل اور روح کا رابطہ

ماہرین روحانیت کا فیصلہ

ہم شکر گزار ہیں سائنس جدید کے۔ اس نے مشاہدہ کرا دیا کہ ہماری زبان اور ہمارے ہونٹوں کا عمل فنا نہیں ہوتا یعنی جو الفاظ زبان اور ہونٹوں کی حرکت سے صادر ہوتے ہیں وہ فنا نہیں ہوتے۔ ان کا وجود قائم رہتا ہے۔ ٹیلیویژن نے مشاہدہ کرا دیا کہ ہاتھ پاؤں کے عمل اور ان کی حرکت بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔ اس وجود کا عکس بھی پڑتا ہے۔ پس ہمارا یہ خیال یقیناً غلط ہے کہ عمل کا اپنا وجود کچھ نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ عمل اپنا ایک وجود رکھتا ہے۔

محققین سائنس یہ نہیں بتا سکے کہ اس وجود کا تعلق جس طرح فضا سے ہے آیا ہماری باطنی قوتوں اور ہماری اس حقیقت سے بھی اس کا کچھ تعلق ہے جس کو روحانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے جو موت پر فنا نہیں ہوتی بلکہ ایک نئی زندگی اختیار کر لیتی ہے۔

سائنس کے اصحاب تحقیق شاید اس سوال کا جواب آئندہ بھی نہ دے سکیں کیونکہ روح، روحانیت اور مابعد الموت ان کا موضوع نہیں ہے۔ ان کا موضوع وہ مادہ ہے جو عالم مشاہدہ میں اس وقت موجود ہے لیکن ہمارا وجدان شہادت دیتا ہے کہ عمل کے وجود کا تعلق ہماری روحانیت سے یقیناً ہے اور بہت گہرا تعلق ہے۔ ہمارا عمل خود ہمارے اندر کبھی مسرت اور خوشی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور ہماری روح کو مطمئن کر دیتا ہے اور کبھی ہمارا عمل ہمارے اندر غم، پریشانی اور اضطراب و بے چینی کا طوفان برپا کر دیتا ہے۔

اگر عمل کا تعلق روحانیت اور ان معنوی قوتوں سے نہیں ہے جو ہمارے اندر موجود ہیں تو پھر اس اضطراب و بے چینی یا سکون اور اطمینان کی وجہ کیا ہے؟ اور وہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کسی عمل پر ہم مسرور اور مطمئن ہو جاتے ہیں اور کسی پر ہم پچھتاتے اور غمگین ہوتے ہیں یہاں تک کہ بیمار پڑ جاتے ہیں۔

روحانیت کے وہ ماہرین جن کی پیدائش ہی اس لئے ہوتی ہے کہ وہ روحانیت کی باتیں بتائیں۔ چنانچہ شروع ہی سے ان پر روحانیت کا غلبہ یہاں تک رہا کہ کبھی ان سے

- - - - - - - - - - - - -

روحانیت اور سچائی اور اعلیٰ اخلاق کے خلاف کوئی فعل سرزد نہیں ہوا جن کی فطری بیداری اور قدرتی فکر و بصیرت کا یہ عالم رہا کہ کبھی کسی نے کسی کالج یا یونیورسٹی میں تو کیا کسی مکتب اور پرائمری اسکول میں بھی تعلیم نہیں پائی۔ اور اس کے باوجود انہوں نے نوع انسانی کو وہ سبق دیئے کہ ان کی بنیاد پر اعلیٰ اخلاق شریفانہ کردار، انسانیت کی فلاح و بہبود اور امن عالم کے بنیادی اصول مرتب کئے گئے جن کو اقوام عالم نے ضابطۂ حیات بنایا اور دنیا کے دانشوروں نے ان سے ہر طرح کے قانون اخذ کئے۔ یہ اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل، اور روحانیت کے اعلیٰ ترین ماہر جن کو نبی کہا جاتا ہے وہ بہت پہلے سے بلکہ ہمیشہ سے یہی بتاتے رہے ہیں کہ ہر عمل ایک وجود رکھتا ہے، اس کی خاصیتیں ہوتی ہیں اور اس کے اثرات ہوتے ہیں جو عمل کرنے والے کی روحانیت سے پیوست ہو جاتے ہیں۔

ہمارے وجدان کی شہادت یہ ہے کہ عمل کی طرح ہماری خصلتوں کا بھی وجود ہے اسی لئے ان کے علامات چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ رحمدل کا چہرہ اس کے دردِ دل کی شہادت دیتا ہے۔ جفاکار اور سنگدل کو آپ اس کے

چہرے سے پہچان لیتے ہیں۔ اگر وفا اور جفا کا کوئی اپنا وجود نہیں تو چہرے پر یہ آثار کیسے ہیں؟

اسی اصول کو اور آگے بڑھائیے، بخل اور سخاوت فطرت انسان کی دو خصلتیں یا دو وصف ہیں ۔ ان کی کچھ خصوصیات ہیں۔ کچھ لوازم و تاثیرات ہیں۔ بخل کے لئے حرص، طمع، تنگ نظری، خود غرضی، بزدلی، بیرحمی اور سنگدلی لازمی صفات ہیں جن کے نتیجہ میں ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، رشوت، خیانت اور سود جیسے زہریلے جراثیم پیدا ہوتے ہیں جو عوام کی خوشحالی کو ڈستے ہیں اور ان میں بے اطمینانی اور پریشان حالی کا زہر پھیلا دیتے ہیں۔

بخل کے مقابلے پر سخاوت ہے جو دل کی بہادری اور حوصلہ کی بلندی چاہتی ہے طبیعت میں بے نیازی پیدا کرتی ہے، دوسروں کی ضرورتوں کا احساس ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھنا سخاوت اور جود و کرم کی اصل روح ہے، یہ روح کار فرما ہوتی ہے تو ہمدردی، غمخواری، رحم اور خدمت خلق کے جوہر جلوہ گر ہوتے ہیں یعنی انسانیت کا جوبن نکھرتا ہے، شرافت کا جھنڈا بلند ہوتا ہے۔ میل ملاپ اور محبت کی فضا ہموار ہوتی ہے۔ سخاوت اگر کار فرما ہو تو طبقاتی جنگ کی نوبت نہیں آتی، کیونکہ دولتمند طبقہ ہمدرد و غمگسار ہوتا ہے اور غریب و نادار اس کے وفادار و جاں نثار ہوتے ہیں اور اس طرح ایک ایسا نظم و ضبط قائم ہو جاتا ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہوتا ہے جو معاشرہ اور سماج کو اطمینان کی دولت بخشتا ہے جس میں ایک دوسرے سے نفرت اور بغض نہیں بلکہ محبت اور باہمی اعتماد کی نعمت میسر آتی ہے اور جب محبت اور اعتماد و تعاون کی کلیاں کھلتی ہیں تو معاشرہ اور سماج، رواداری اور شریفانہ اخلاق کا گلدستہ بن جاتا ہے۔ ہر ایک مذہب اسی تہذیب کی حمایت کرتا ہے اور یہی تہذیب بہیمیت اور حیوانیت کو کچلتی ہے اور شرافت و آدمیت کو سربلند کرتی ہے جس سے رب العالمین کی نیابت و خلافت کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے اور دُنیا سے پُرامن جنت نشان بن جاتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام اس عالم مشاہدہ (کائنات) کے پس منظر سے بھی واقف ہوتے ہیں اور اس کا مستقبل بھی ان کی دقیقہ رس نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ جماعت انبیاء کے قائد اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل و کردار اور ان کی تاثیرات و خصوصیت کے فلسفہ کو سامنے رکھ کر ہمیں آگاہ کیا ہے کہ جس طرح بخل کے نتائج یعنی ذخیرہ اندوزی، افراطِ زر کی ہوس اور سود وغیرہ انسانوں کی خوشحالی کو ڈستے ہیں تو اس کا اثر یہی ہوگا کہ وہ سرمایہ جو بخل کا معمل ہے خود ایک اژدھا بن جائے گا جو صاحب دولت کے گلے کا طوق بن کر اس کی باچھیں پکڑلے گا اور کہے گا کہ میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیری دولت۔

پچھلے برسوں میں جب چین نے ایٹم بم کا تجربہ کیا تھا تو کروڑوں اربوں انسانوں میں صرف چند ہی افراد تھے جنکو یہ مہارت حاصل تھی کہ انہوں نے اس ریڈیائی خاک کو محسوس کر لیا تھا جس کے متعدی اثرات انسانوں کی ہڈیوں تک پہنچ سکتے ہیں اور ان میں کینسر پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم نے ان کی تکذیب نہیں کی بلکہ ان کا شکریہ ادا کیا، تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم روحانیت کے ان مقدس ماہرین کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے ہمیں بخل کی اس تاثیر سے آگاہ کیا اور ہمیں متنبہ کر دیا کہ یہ سنہرا روپہلا سرمایہ اژدھا بن جائے گا اگر اس پر بخل کا عمل ہوتا رہا۔

سرمایہ ختم کیا جائے یا بخل

اسلام اس حقیقت سے آنکھ بند نہیں کرتا کہ دولت صرف ایک معمل یا ایک آلہ ہے اصل چیز دولت نہیں ہے بلکہ عمل اصل ہے۔ چشمۂ شیریں کے پانی سے آپ لالہ زار کو شاداب کر کے سنبل و ریحان کے تختے اور خیابان بھی تیار کر سکتے ہیں اور خارستان کے خاردار جھاڑیوں کو بھی دھاردار اور نوکیلے بنا سکتے ہیں۔ نتیجہ کا تعلق آپ کے عمل سے ہے۔ معمل یعنی چشمہ کے پانی سے نہیں ہے۔ بس اصلاح یہ نہیں ہے کہ آپ چشمہ کو خشک کر دیں یا اس کے پانی کو لالہ زار کے بجائے کسی خندق میں بہا دیں۔ اصلاح یہ ہے کہ کانٹوں سے نفرت دلائیں اور گل و غنچہ کی محبت بڑھائیں۔ اسلام اصلاح کی یہی صورت اختیار کرتا ہے۔ وہ جود و سخا کے چمن و گلشن کو اتنا بڑھاتا ہے کہ خارستان بخل ختم ورنہ زیادہ سے زیادہ تنگ ہو جائے۔

نہ صرف اسلام بلکہ ایشیائی تہذیب کا اصولی سبق یہی ہے وہ سخاوت اور جود و کرم کو انسانیت کا سب سے بہتر جوہر اور بخل کو لعنت اور سراسر لعنت قرار دیتی ہے۔

سخاوت مس عیب را کیمیاست
سخاوت ہمہ دردہا را دواست
(شیخ سعدیؒ)

سخیاں ز اموال برمے خورند
بخیلاں غم سیم و زر مے خورند
نیرزد بخیل آں کہ نامش برے
دگر روز گارش کند چاکرے
(شیخ سعدیؒ)

(باقی آئندہ)

علم دین

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ (بخاری و مسلم)

داعی
اسلامی انقلاب
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امیر الزمان خاں کشمیری

داعی اسلامی انقلاب محدث عظیم مفکر کبیر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمود صاحب رح کے انتقال کو ایک برس گزر چکا ہے ۔ میرے خیال میں مفتی صاحب مرحوم نے جس تحمل و تدبر اور معاملہ فہمی کے ساتھ پاکستان سے مختلف مکاتب فکر اور قائدین کو ساتھ لے کر اپنے سیاسی سفر کی منزلیں طے کیں، اب شاید ہی کوئی اس طرح کر سکے، ان کے نماز جنازہ میں ایک ادنیٰ مزدور سے لے کر سربراہ مملکت تک جس شان و عقیدت کے ساتھ شریک ہوئے یہ بھی عوام کی بے پناہ عقیدت مندی تھی یوں تو مفتی صاحب مرحوم سے اس حقیر کی بار بار ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں، مگر خاص ملاقات مختلف سیاسی موضوعات پر مفتی صاحب کے کشمیر کے دورے پر ہوئی، یہ دورہ آزاد کشمیر طلباء کی تنظیم جمعیت طلباء اسلام آزاد کشمیر کی دعوت پر باغ جاتے ہوئے ہوا۔ مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ ہماری دعوت پر حضرت نے رات کو قیام فرمایا صبح اساتذہ و طلباء اور شہر کے معززین کے ایک اجتماع میں جو مدرسہ قاسم العلوم کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں علوم دینیہ کی ضرورت اور خاص کر علم حدیث کے حصول کی اہمیت پر مختصر وقت میں نہایت ہی جامع انداز میں تشریح فرمائی ۔ جس سے حاضرین نہایت ہی متاثر ہوئے ۔ بعد ازاں آپ کو پروگرام کے مطابق ایک عظیم جلوس کی شکل میں باغ شہر تعلیم القرآن لے جایا گیا۔

باغ میں خطاب

ان کا خطاب سننے کے لئے پہلے سے آزاد کشمیر کے علماء کرام وکلاء سیاسی جماعتوں کے نمائندے اور کالجوں سے پروفیسر و لیکچرار اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات قافلوں کی شکل میں پہلے ہی باغ پہنچ چکے تھے آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان سے علماء کرام اور پاکستان جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی قائدین اور دوسرے طلباء کرام خطاب سننے کے لئے ایک دن پہلے باغ پہنچ چکے تھے، یہ اجتماع کیا تھا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ اجتماع میں ان کے تلامذہ اور عقیدت مندوں کے علاوہ دوسری جماعتوں کے وہ سیاسی کارکن بھی شریک تھے، جو شاید ان کے سیاسی طریق کار میں ان سے متفق نہ ہوتے ہوں بہر حال حضرت مفتی صاحب مرحوم نے نعروں کی گونج میں اپنی تقریر کا آغاز کیا اسلامی سیاست کے اصولوں کی ایمان افروز الفاظ میں تشریح فرمائی اور اپنے خطاب میں مسئلہ کشمیر، مسئلہ فلسطین اور انڈین حکومت کے جارحانہ عزائم سے عوام کو باخبر کیا۔ اور طلباء کو علم دین کے حصول کے ساتھ تاریخ اسلام کے مطالعہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ علم دین ہی اسلام اور مسلمانوں کی سیاست ہے تقریر کے دوران مختلف لوگوں نے سوالات کئے جن کے تقریر کے دوران ہی جوابات دیئے۔

تقریر کے بعد تعلیم القرآن باغ کے دفتر میں شہر کے وکلاء سیاسی جماعتوں کے نمائندے کالج کے پروفیسروں اور کالج کے طلباء نے حضرت مفتی صاحب سے بڑی بے تکلفی سے سوالات شروع کئے، حضرت مفتی صاحب نے سوالات کے اپنے مخصوص انداز میں معقول جوابات دیئے جس سے وہ حضرات مطمئن ہوئے۔

مگر اب قحط الرجال کے زمانہ میں ہر شخص کو مفتی صاحب ایسے مرد آہن کی تلاش ہے لیکن ملک کے اطراف میں نظریں دوڑانے کے بعد ہر سیاسی کارکن مایوسی کے عالم میں ہے ۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں حضرت مفتی صاحب جیسا صاحب علم و عمل معاملہ فہم و دور اندیش اور ایک عظیم سیاست دان اعتدال کی راہ پہ چلنے والا کوئی شخص نظر نہیں آتا ۔

حزب اختلاف کی قیادت

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ حضرت صاحب مرحوم نے ایک ایسے نازک موقعہ پر جب کہ تمام سیاستدان مایوسی کا شکار تھے مفتی صاحب کا ہی کمال ہے کہ ان مایوس لوگوں کو اخوت کی ایک لڑی میں پرو یا اور ملک و قوم کو ایک ہوشیار و چالاک آدمی سے نجات دلائی ۔ اور افراتفری کا شکار ہیں ۔

آیئے چلتے چلتے اس بات کا بھی جائزہ لیں کہ کیا علماء کرام مسجد کے صحن اور منبر تک ہی محدود ہیں یا دنیا کا نظام چلانے میں بھی کوئی قابل قدر خدمات سر انجام دے سکتے ہیں۔ قارئین کے لئے یہ بات مخفی نہیں ہوگی کہ مفتی صاحب مرحوم نے اپنے وقت کے سب سے بڑے آمر و ظالم حکمران اور ملکی سیاست پر چھائے ہوئے شخص کو انتخابی میدان میں عبرت ناک شکست دی اور پھر تقریباً نو ماہ تک صوبہ سرحد کی وزارت اعلیٰ کی کرسی پر فائز ہو کر وہ کارنامے سر انجام دیئے جو تاریخ پاکستان کا اصل مقصد تھے اور اب تک اس کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھا تھا، اور جب مرکزی حکومت نے بلوچستان کابینہ کو توڑ دیا تو مفتی صاحب مرحوم نے بطور احتجاج وزارت سے مستعفی ہوگئے اس واقعہ سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک تو یہ کہ علماء کرام علوم دینیہ کے تحفظ اور بقا کے لئے جانی قربانیاں دے کر اسلامی روایات کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ علماء ملکی نظام چلانے پر بھی بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

انتقال کے وقت اہم دینی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے ان کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے دائیں طرف گرے اور حقیقی اعلیٰ سے جا ملے ۔

سہ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

قدرِ مشترک

غزالہ ضیاء

دو حکومتوں کے مابین جب کبھی مذاکرت ہوتے ہیں تو مشترکہ بیان ضرور جاری ہوتا ہے اور مشترکہ بیان میں دوسری باتوں کے ساتھ یہ بات بھی ضرور ہوتی ہے کہ دونوں ملک لازوال رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں ظاہر ہے رشتے کسی قدرِ مشترک کی بنیاد پر ہی قائم ہوں گے اور اتفاق سے دو ملکوں کے عوام میں کوئی قدر قدرِ مشترک کے طور پر نہیں ہوتی اور

- - - - - دو ملکوں کے عوام کی ثقافت، زبان، لباس اور روزمرہ کے معمولات مختلف ہوتے ہیں مگر لازوال رشتہ کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اور وہ رشتہ جو لازوال ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے وہ رشتہ "رشتہ تجارت" ہے جو صرف حکومتی سطح پر کام کرتا ہے حکومتیں بدل جائیں تو اس رشتے کا کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے ثابت ہوا کہ مشترکہ بیان میں لفظ "لازوال رشتے" کا استعمال محض رسم ہے کیونکہ تجارت قدرِ مشترک کی جگہ نہیں لے سکتی البتہ دو ملکوں کے علاوہ دو چیزوں میں قدرِ مشترک ضرور ہوتی ہے اسی طرح دو شخصیتیں بھی کوئی نہ کوئی قدرِ مشترک رکھتی ہیں۔

اخبار اور تانگے میں بھی قدرِ مشترک ہے اور وہ ہے "چلانا" کہ تانگہ بھی چلایا جاتا ہے اور اخبار بھی!

ایک اخبار کے مالک نے "ایڈیٹر کی ضرورت" کے عنوان سے اشتہار دیا۔ کئی امیدوار آئے لیکن مالک اخبار نے ایک ہی نظر میں سب کے چہرے پڑھ لیے اور ایک کے سوا سب کو واپس کر دیا جسے انٹرویو کے لیے منتخب کیا گیا وہ صاحب سوشیل "لیوّرڈ" شکل بھی مناسب تھے۔ اب ذرا انٹرویو ملاحظہ فرمائیں۔

- مالک اخبار :۔ تمہارا نام؟

اُمیدوار :۔ معراج عرف ماجھا

مالک اخبار :۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اخبار چلا لو گے؟

امیدوار :۔ جی ہاں!

- مالک اخبار :۔ تجربہ کتنا ہے؟

امیدوار :۔ ۱۰ سال

- مالک اخبار :۔ تجربہ تو ماشاء اللہ بہت ہے۔

اُمیدوار :۔ بس جی! ابا جی کا دھندہ تھا اس لیے دس سال کا تجربہ ہو گیا ورنہ اس دور میں مجھ ایسا غریب آدمی کہاں اتنے [illegible] پر پہنچ کر اس مرتبے کو پہنچتا ہے۔

- مالک اخبار :۔ تمہیں ڈیوٹی کے لیے صبح آنا پڑے گا۔

اُمیدوار :۔ میں دس سال سے صبح صبح اٹھتا ہوں آپ بے فکر رہیں اپنا کام کل سے بند کر دوں گا۔ صبح صبح آ جاؤں گا۔

- مالک اخبار :۔ آپ نے دس سال میں کتنے قابلِ ذکر مضامین لکھے ہیں؟

امیدوار :۔ یہ مضامین کیا ہوتے ہیں؟

مالک اخبار :۔ جو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں؟

امیدوار :۔ میں مضامین نہیں جانتا۔

مالک اخبار (غصے سے) پھر کیا جانتے ہو؟

اُمیدوار :۔ میں تو جی تانگہ چلانا جانتا ہوں دس سال سے ورثے میں ملا تانگہ چلا رہا ہوں یہ تانگے اور اخبار میں کیا فرق ہے۔ دونوں چلائے جاتے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کا اخبار تانگے سے اچھا چلاؤں گا۔ کوئی ایکسیڈنٹ نہیں کروں گا۔

تو صاحب! دیکھا آپ نے؟ صحافیوں والی شکل بنا لینے سے آدمی صحافی نہیں بن جاتا بالکل اسی طرح جس طرح پطرس نے اپنے ایک مضمون میں ایک "فلسفی" کتے کا تذکرہ کیا ہے شکل فلسفیوں کی بنا کر بھی کتا، فلسفی نہیں کہلایا جا سکتا بلکہ فلسفی کے روپ میں کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔

"چلانے کی قدرِ مشترک" ہمارے رسائل اخباروں میں کام کرنے والے کئی صحافی نما لوگوں پوری اترتی ہے۔ کوئی پھیری لگاتا لگاتا صحافت میں آ جاتا ہے اور کوئی "کاتب" سے صحافی بن جاتا ہے اور کسی کو اعزازی صحافت مل جاتی ہے۔

بات قدرِ مشترک کی ہو رہی تھی ہم نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اور ملکوں میں قدرِ مشترک ہو یا نہ ہو، البتہ پاکستان اور ترکی میں ضروری ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ وہ "قدر" تلاش کریں۔ تلاش کرنا کوئی مشکل نہیں! پھر جمہوریت پسند باآسانی معلوم کر سکتا ہے کہ پاکستان اور ترکی میں کیا "قدرِ مشترک" ہے "قدرِ مشترک" اور چیزوں کے ساتھ ساتھ سیاسی جماعتوں میں بھی ہوتی ہے پاکستان کی ڈھیری کا لوم سیاسی پارٹیاں بھی "قدرِ مشترک" رکھتی ہیں یہ آپکا کام ہے کہ پارٹیاں بھی آپ بوجھیں اور "قدریں" بھی! وزراء میں بھی قدرِ مشترک ہوتی ہے بے شک رہی کا "قدر" کو یہ ہے کہ وہ دونوں "وزیر" ہوتے ہیں اور آدمی بھی! انسان ہونا وزیر سے اونچا درجہ ہے، البتہ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسانیت کے اعتبار سے وزراء میں "قدرِ مشترک" ہے یا نہیں؟ اس بارے میں وزراء ہی فیصلہ کر سکتے ہیں؟

خبر یہ ہے کہ — ترتیب: تحسین احمد

۴ر دسمبر

• پاکستان عدم جارحیت کے معاہدے پر بلاتاخیر فوری مذاکرات کے لیے تیار ہے آغا شاہی کا بیان۔

• افغان ہیلی کاپٹروں کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۷ ہوگئی۔

• روسی ہیلی کاپٹر گرنے سے ایک کرنل سمیت ۷ فوجی افسر ہلاک ہو گئے۔

• حکومت ریل کے کرایوں میں اضافہ کر رہی ہے۔

• کرٹ والڈ ہائیم جنرل سیکرٹری کے عہدے کے مقابلے سے دستبردار ہو گئے۔

• میرپور آزاد کشمیر میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی پر متعدد افراد حراست میں لے لیے گئے۔

• پاکستان اور افغانستان میں بات چیت آئندہ ماہ شروع ہوگی۔

• کینیڈا عنقریب جمہوریہ بن جائے گا۔

• شیخ عبداللہ نے کہا ہے کہ صوبائی خود مختاری کا مطالبہ قومی مفادات کے منافی نہیں ہے۔

• ایک اطلاع کے مطابق کابل میں افغان حکومت نے غیر ملکی سفارت خانوں میں خفیہ ایجنٹ لگا دیئے ہیں۔

۵ر دسمبر

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ہمارا کالعدم قومی اتحاد سے کوئی اختلاف نہیں۔

• شام میں اہل تشیع اور بعث پارٹی کے ارکان میں شدید جھڑپ میں ایک شخص ہلاک اور تین مجروح ہو گئے ہیں۔

• دہلی کے قطب مینار میں بھگدڑ مچنے سے پچاس افراد ہلاک اور ستر زخمی ہو گئے۔

• کینیڈا میں وانکوور کے مقام پر خالصتان کا سفارت خانہ قائم کر دیا گیا۔

• مغربی جرمنی کے ایک رسالہ کے مطابق جدید ترین ٹینکوں کی تیاری میں روس امریکہ سے آگے ہے۔

• کراچی کی دو یونیورسٹیوں میں ہنگامہ میں ایک طالب علم ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے ہوسٹلوں سے اسلحہ برآمد کر لیا گیا۔

• جنوبی کوریا کی حکومت زیادہ بچوں پر ٹیکس عائد کرے گی۔

۶ر دسمبر

• ۱۶۔ ایف قسم کے طیاروں کی فروخت کے معاہدے پر واشنگٹن میں دستخط ہو گئے۔

• ڈچ پریس کے مطابق بھارت کے چار صدیوں نے یکطرفہ آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔

• پاکستان نے جزائر غرب الہند کو ایک روزہ میچ میں شکست دے دی۔

• صدر ریگن نے کہا ہے کہ کرنل قذافی کی دھمکیوں کو حقیقی سمجھنا ضروری ہے۔

• ججوں اور پولیس افسروں کو مذہبی تربیت کے لیے سعودی عرب بھیجا جائے گا۔

۷ر دسمبر

• بھارت کے شہر منی پور میں علیحدگی پسندوں نے آل انڈیا ریڈیو کی عمارت پر حملہ کر دیا۔

• احمد آباد میں آگ لگ جانے سے پچاس افراد زندہ جل کر ہلاک ہو گئے۔

• آسٹریلیا نے پاکستان کو ۴۸ رنز سے شکست دے دی۔

• لاہور میں دہشت پسندوں نے گرفتاری سے بچنے کے لیے پولیس پر گولی چلا دی۔

• روسی خبر رساں ایجنسی تاس کے مطابق روسی سائنسدانوں نے مرگی کا علاج دریافت کر لیا ہے۔

۸ر دسمبر

• صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ہم ایٹمی میدان میں بھارت سے بہت پیچھے ہیں

• حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے کہا ہے کہ وفاقی مجلس کو منتخب پارلیمنٹ کے متبادل کے طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

• آزاد کشمیر میں چھ سیاسی رہنماؤں نے چار نکاتی بنیاد پر اتحاد کا اعلان کر دیا۔

• روسی حکومت نے منحرف ادیب سخاروف کی بہو لیزا کو ویزہ دینے پر رضا مندی ظاہر کر دی۔

• عرب لبریشن فرنٹ کے سابق رہنما کو مغربی بیروت میں تین مسلح افراد نے قتل کر دیا۔

۹ر دسمبر

• صدر ضیاء الحق نے اعلان کیا ہے کہ اس سال پچاس ہزار پاکستانی فریضہ حج ادا کریں گے۔

• کراچی یونیورسٹی میں پولیس نے چھاپہ کے دوران پانچ سٹین گنیں سات ریوالور ۲۴۷ راؤنڈ تین کارتوس ایک پستول برآمد کر لیے۔

• لیبیا کا اغواشدہ طیارہ بیروت میں واپس اتر گیا۔

• روس نے افغانستان کو ۲۳ قسم کے مگ اور ایس یو قسم کے طیارے فراہم کر دیئے۔

• سیکرٹری جنرل کے عہدے کے لیے امیدوار سلیم احمد سلیم نے نام واپس لے لیا۔

• امریکہ نے لیبیا سے تیل لینا بند کر دیا۔

• برطانیہ کے صنعت کار آمنڈ ہیمر نے اعلان کیا ہے کہ کینسر کا علاج دریافت کرنے

والے کو دس لاکھ ڈالر انعام دیا جائے گا۔

• وینیزویلا کے اغوا شدہ ۲ طیارے کیوبا پہنچ گئے۔

• بھارتی وزیر خارجہ نے مصر کے نائب وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔

۱۰ر دسمبر

• امریکی ایوان نمائندگان کی امور خارجہ کمیٹی نے پاکستان کے لیے ایک ارب روپے کی امریکی امداد کا بل منظور کر لیا ہے

• افغان مجاہدین نے روسی علاقے کے اندر فوجی کارروائیاں شروع کر دیں۔

• حکومت اسلامی فقہ یونیورسٹی قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔

• بھارتی شہر شملہ میں بموں کے دھماکوں سے ایک شخص ہلاک چار زخمی ہو گئے۔

• کراچی یونیورسٹی کے فلسفہ کے پروفیسر سمیت ۲ افراد گرفتار کر لیے گئے۔

• اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے انتخاب میں اب پرنس صدرالدین سمیت پانچ امیدوار میدان میں ہیں۔

• لیبیا کا اغوا شدہ طیارہ پھر بیروت پہنچ گیا۔

• پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے ہوسٹل میں طلباء کے درمیان تصادم۔

• افغانستان کے حکمران طبقہ کے متحارب گروپوں میں مسلح جھڑپوں میں ایک طالب علم ہلاک ہو گیا۔

خط و کتابت کرتے وقت ایجنسی نمبر اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ادارہ)

متوجہ ہوں

ایجنسی ہولڈروں کو بل ماہ دسمبر ارسال کیے جا چکے ہیں بلوں کی ادائیگی میں سستی نہ برتیں۔ (ادارہ)

کچھ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے متعلق

گزشتہ ماہ سے پاکستان کے اخبارات میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے متعلق مختلف ذرائع سے مختلف خبریں شائع ہو رہی ہیں دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی شائع ہوا کہ مولانا اسعد مدنی مدظلہٗ اس معاملے میں براہ راست ملوث ہیں اور یہ کہ اندرا گاندھی وزیر اعظم ہند نے مولانا اسعد مدنی کو متوازی دارالعلوم کے قیام کے لیے امداد کی پیشکش کی ہے۔ اس قسم کی خبروں میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں ہے اور اس سارے معاملے میں مولانا اسعد مدنی مدظلہٗ کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے کیونکہ مولانا اسعد مدنی چند ماہ سے بیرون ممالک کے دورے پر تھے اور جبکہ دارالعلوم سے متعلق بحث و تمحیص ختم ہو چکی تھی تو مورخہ ۱۳ر نومبر کو واپس ہندوستان تشریف لائے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ خبر بھی بالکل بے بنیاد اور بے سروپا ہے کہ متبادل دارالعلوم کھول لیا گیا ہے کوئی متبادل دارالعلوم قائم نہیں ہوا اور نہ وزیر اعظم ہند اندرا گاندھی نے ہی متبادل دارالعلوم کے لیے امداد کی پیشکش کی ہے۔

کیمپوں میں طلباء کے ٹھہرنے کے بارے میں صحیح صورت حال یہ ہے کہ ۱۲ سو کے لگ بھگ مسافر طلباء دارالعلوم بند ہوتے کی وجہ سے عارضی طور پر ان کیمپوں میں قیام پذیر ہیں اور طلباء کے قیام طعام کے مصارف بھی مقامی اور غیر مقامی اہل خیر حضرات برداشت کر رہے ہیں طلباء کا قیام بالکل عارضی ہے دارالعلوم دیوبند کھلنے پر وہ واپس مدرسہ میں چلے جائیں گے اور جیسا کہ آل انڈیا ریڈیو نے خبر دی تھی کہ دارالعلوم ۷ر دسمبر کو کھل جائے گا امید ہے دارالعلوم کھل گیا ہو گا اور تمام طلباء جو عارضی کیمپوں میں رہ رہے تھے واپس چلے گئے ہوں گے۔

اعلان

دارالعلوم دیوبند سے متعلق مکمل تفصیلات اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

نبیِ توحید

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی

رسولِ وحدت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

دوست اور دشمن، موافق اور مخالف سب کو تسلیم ہے کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے اور آخری خصوصیت توحید کی تعلیم ہے مگر اب تک اس توحید کے لفظ کو ایک خاص اصطلاح میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی کامل تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کی لیکن آئیے آج ہم اس لفظ کو تحلیل کریں اور دیکھیں کہ آپ نے وحدت کی تعلیم کس رنگ سے پیش کی اور کس کس پہلو سے مکمل کی ہے!

وحدتِ الٰہی

دنیائے وجود کا سب سے بڑا طلسم وحدت و کثرت کی نیرنگی ہے۔ ہم کو بظاہر ہر طرف کثرت ہی کی نیرنگیاں نظر آتی ہیں۔ ظاہر بین نگاہیں کثرت کی انہی نیرنگیوں میں الجھ کر اور واحد کو کثیر سمجھ کر موحد سے مشرک بن جاتی ہیں، مگر حقیقت شناس نگاہیں کثرت کے رنگا رنگ پردوں کے پیچھے وحدت کا جلوہ دیکھ لیتی ہیں۔ دیکھنے والوں کو آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، دریا نظر آتے ہیں۔ پھر آسمان میں آفتاب و ماہتاب، سبع سیارہ اور ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ زمین میں انسان، حیوان، درخت پہاڑوں میں چٹانیں اور غار، دریاؤں میں روانی سیرابی اور موجیں نظر آتی ہیں تو انسانوں نے ان سب کو کثرت کی جلوہ انگیزیاں سمجھ کر ان میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا خدا اور دیوتا بنایا۔ کسی نے آفتاب کو پوجا، کسی نے ماہتاب کو، کسی نے دریا اور کسی نے پہاڑ کو لیکن موحدِ اعظم کی نگاہوں نے ان کثرتوں کے پیچھے وحدت کا جلوہ دیکھا اور پکار اٹھا کہ میں ان کے نہیں بلکہ ان سب کے ایک اور تنہا خالق کے سر جھکاتا ہوں۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ○

"میں نے اپنا منہ ان سب کی طرف سے پھیر کر اس کی طرف کیا جو ان آسمانوں اور زمین کا خالق ہے موحد بن کر اور میں دوسروں کو خدائے برساجھی نہیں مانتا۔"

دنیا کے سارے علوم و فنون اور فلسفہ و سائنس کی تمام شاخوں کی پوری کوشش اور تحقیقیں صرف اسی ایک اصل کی فرع ہے کہ ان رنگا رنگ کثرتوں میں وحدت کی تلاش کی جائے اور اس ایک علت کا پتہ چلایا جائے جس کی تمام کثرتیں اثر اور نتیجہ ہیں، جس علم و فن میں جس حد تک حقیقت کی منزل قریب ہوتی ہے وحدت کا چہرہ نمایاں سے نمایاں ہوتا جاتا ہے۔

عہدِ جاہلیت میں انسان ہر کام کا الگ الگ دیوتا مانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ دنیا کے تمام افراد اور واقعات کا تعلق علیحدہ علیحدہ فاعلوں اور مؤثروں سے ہے اور وہ ان سب کو پوجتا تھا۔ بیماری کا خدا الگ تھا، بلکہ ہر بیماری کا ایک ایک الگ دیوتا تھا جس کی پرستش ہوتی تھی، جنگ کا الگ، صلح کا الگ، قحط کا الگ، پیداوار کا الگ، علم کا الگ خیر کا الگ، شر کا الگ دیوتا تھا، لیکن اس سے پہلے کہ سائنس اس باطل کا انکار کرے دینِ حق نے اس کے تار و پود بکھیر دیئے اور تعلیم دی کہ وہ ایک ہی ہے جو آسمان سے زمین پر سب پر فرمانروا ہے اور ایک ہی کا حکم ہے جو عرش سے فرش تک جاری ہے۔ وھو الذی فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ

(زخرف)

اور وہی ایک ہے جو آسمان میں اور وہی ایک ہے جو زمین میں فرمانروا ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جو توحید کا مغز و جوہر ہے۔ صلح و جنگ، دولت و افلاس، رحمت و زحمت، کامیابی و ناکامی غرض دنیا کے ہر کام اور ہر شعبہ کا تعلق صرف اسی ایک ذات سے ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

اس تعلیم نے دیوتاؤں اور دیویوں، ستاروں، فرشتوں اور ولیوں، شہیدوں کی طوائف الملوکیوں کا خاتمہ کر کے آسمان و زمین میں صرف شہنشاہی قائم کی اور تمام عالم کو ایک نظامِ ربانی کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ دنیا کے مختلف مذاہب کو جو انبیاء مبعوث ہوئے وہ اسی سب سے بڑی حقیقت کو لے کر آئے، مگر افسوس ہے کہ یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو کر لوگوں کے سامنے نہیں آئی اور جن کے سامنے آئی وہ بھی اس کو بھلاتے رہے۔ آخر دنیا کو دنیا کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار رہا کہ آپ کی بعثت اس حقیقت کو اس وضاحت شرح و تفسیر اور تکمیل کے ساتھ پیش کرے کہ دنیا اس کو قبول کرکے پھر نہ بھلا سکے۔

چنانچہ توحید یا وحدت الٰہی کی تعلیم جس تفصیل اور تشریح کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ آپ کی تعلیم کی امتیازی خصوصیت بن گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے اپنی ذات کے لحاظ سے بھی واحد ہے اور اپنی صفات کاملہ کے لحاظ سے بھی واحد منفرد ہے اور اپنی عبادتوں کے لحاظ سے بھی بغیر شریک ہے۔ نہ کسی پیغمبر کو یہ قدرت ہے کہ وہ اس کی الوہیت میں ذرہ برابر شریک ہو سکے اور نہ کسی نمرود و فرعون یا کسریٰ و قیصر اور مہاراج کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی شہنشاہی اور ربوبیت میں شرکت کا دعوے کرکے انا ربکم الاعلیٰ کی آواز بلند کر سکے۔

سب کا ایک خدا

لیکن توحید کی تکمیل ابھی ایک اور قدم کی محتاج تھی کہ وہ واحد منفرد جو ہمارا خدا ہے جس طرح وہ اپنی ذات صفات وعبادات میں منفرد و واحد ہے اسی طرح اپنے تعلق کے لحاظ سے بھی منفرد ہے یعنی یہ کہ وہی جو ہمارا ایک خدا ہے وہی ہر ذرہ سے لے کر آفتاب تک ہر ایک کا واحد خالق مالک ہے۔ کیڑے مکوڑے، پھول بوٹے، حیوان و انسان سب اسی کی مخلوق اور محکوم ہیں۔ تمام کائنات اسی ایک کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پست و بلند، نشیب و فراز اور فرش و عرش سب اسی ایک کے زیر فرمان ہیں۔

وحدت کی غلط تعبیریں

بہت سی قوموں نے اس کو ایسا مانا کہ وہ محض انہیں کا ہے، دوسروں کا نہیں۔ انہوں نے انسانوں کے اندر پستی و بلندی اور شرافت و رذالت کے درجے اور مرتبے قائم کرکے یہ یقین پیدا کر لیا تھا کہ وہ صرف بلند و شریف انسانوں کے طبقہ کا واحد خدا ہے اور بقیہ پست و ذلیل مخلوقات اس قابل نہیں کہ وہ اس سے تعلق کی نسبت رکھ سکیں۔ وہ گویا ایک خدا تھا، مگر صرف ایک خاندان یا کسی ایک قوم یا کسی ایک مذہب کا خدا دوسروں کا نہیں۔ شریف النسل آریہ اس کو صرف اپنے ہی لئے خاص سمجھتے تھے اور پھر وہ بھی ایرانی اور آریہ ورت کے رہنے والوں میں منقسم ہو کر اس طرح دو ہو گئے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو بجائے خود یہی دعویٰ تھا کہ خدا تعالےٰ کی بندگی کے صرف وہی اہل ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ اگر ایک (آریہ) کے یہاں لفظ دیوتا الوہیت اور خدائی معنی دیتا ہے تو وہی لفظ دوسرے (ایرانی) کے یہاں بصورت دیو جن و شیطان کے معنی بخشتا ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کہ ہندوستان کے دو حصوں شمالی اور جنوبی میں شیو اور وشنو جو دونوں خالق و قیوم کے معنوں میں ایک ہی ذات پاک پر دلالت کرتے ہیں، وہ ہندوؤں کے دو حصے کر دیتے ہیں، ایک شیو کو پوجنے والے اور دوسرے وشنو کے ماننے والے۔

پاک نژادان ایران کا اہورمزد ان کا خدا تھا مگر ہندو آریوں میں وہ سورج سے زیادہ نہیں، ہندو آریوں میں سے برہمنوں نے اپنا وہ خدا مانا جو صرف انہی کا خدا تھا جس نے اپنے منہ سے ان کو پیدا کیا اور دوسری ہندی قوموں کو اپنے بازوؤں اور ٹانگوں سے۔

سامیوں کا خدا صرف انہی کا تھا؛ بلکہ بنی اسرائیل کے نزدیک وہ خاص ان کے خاندان سے تھا۔ خداوند میرا خداوند ابراہیم کا خدا: (پید: ۲۴-۲۷)

اے میرے باپ ابراہامؑ کے خدا اور میرے باپ اسحٰقؑ کے خدا" (پید: ۲۴-۹)

"میں تیرے باپ کا خدا اور ابراہیمؑ کا خدا اور اسحٰقؑ کا خدا اور یعقوبؑ کا خدا ہوں": (خروج: ۳: ۵)

"پھر خدا نے موسیٰؑ سے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہیو کہ خداوند تیرے باپ کے خدا ابراہامؑ کے خدا اور اضحٰقؑ کے خدا اور یعقوبؑ کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے": (خروج: ۳-۱۵)

"میرے باپ کا خدا ابراہامؑ کا معبود اسحٰقؑ کا معبود اور انہیں کہہ کہ خداوند تمہارے باپ کا خدا ابراہامؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا خدا مجھے یوں کہتا ہوا دکھائی دیا":

(پید: ۳-۱۵-۱۶)

"خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تو میرے لوگوں کو جانے دے":

(خروج: ۵-۱)

"فرعون نے کہا کہ خداوند کون ہے کہ میں اس کی آواز سنوں کہ بنی اسرائیل کو جانے دوں، میں خداوند کو نہیں جانتا۔ تب انہوں نے کہا کہ عبرانیوں کے خدا نے ہم سے ملاقات کی": ۱۷

"اور اسے کہیو کہ خداوند عبرانیوں کے خدا نے میرے تئیں بھیجا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے": ۱۷

"وہ میرے باپ کا خدا ہے":

اس طرز ادا کی وجہ یہ ہے کہ اس قدیم زمانہ میں خدائے برتر کی پرستش صرف حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہی میں منحصر تھی، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی حضرت یعقوبؑ کے سوال پر ان کے بیٹوں کی زبان سے اسی قسم کے فقرے ادا کئے ہیں۔

نعبد الٰهك والٰه آبائك
ابراهيم واسحاق (بقرہ)

ہم آپ کے خدا اور آپ کے باپ دادوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کے خدا کی عبادت کریں گے۔

لیکن بنی اسرائیل نے غلطی سے یہ سمجھ

بتایا کہ یہ خدا خاص انہی کا خدا ہے جس میں دنیا کی کوئی قوم ان کی شریک نہیں اور وہ ان کا خاندانی خدا ہے۔

عیسائیوں کا خدا عیسائیوں کا باپ تھا مگر اس باپ کے کنبہ میں اس کے سوا کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ والا خدا یہاں آکر صرف کنواری ماں کے بیٹے کا باپ رہ گیا ہے جیسا کہ انجیل میں بار بار آیا میرا باپ جو آسمان میں ہے۔

پیغمبر اسلام کی تعلیم

یہ تھا اس خدائے واحد کا تخیل جو قوموں اور خاندانوں اور شخصیتوں کا خدا بن کر محدود سمجھ لیا گیا تھا۔ اس کے بعد خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے جہاں وحدت ربانی کے دوسرے پہلوؤں کی تکمیل کی اس وحدت کے مفہوم کو بھی مکمل کیا اور بتایا کہ وہ ایک ہی خدا ہے جو برہما بھی ہے مہیش بھی، وشنو بھی اور شیو بھی۔ یعنی خالق بھی ہے پروردگار بھی زندہ کرنے والا بھی ہے اور مارنے والا بھی، الذی یحیی ویمیت، وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ وہ کالے گورے آریائی اور سامی، ایرانی اور تورانی، ہندی اور عربی، اسرائیلی اور اسماعیلی، موسوی اور عیسوی ہندو اور مسلمان بلکہ زاہد شب زندہ دار اور فاسق و گنہگار سب کا یکساں خدا ہے اور سب اس کے دربار کے یکساں بندے ہیں۔ برہمن ہو کہ شودر، یہودی ہو کہ ختنئین مختون ہوں کہ نامختون، تثلیث پرست ہو کہ موحد، آقا ہو کہ غلام، اونچا ہو کہ نیچا بندہ ہونے کی حیثیت سے سب اس کے سامنے ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو ان کے خدا کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ تم دوسرے مذہب والوں سے کہہ دو:

الٰھکم واحد

ونحن لہ مسلمون

سب اسی کے بندے ہیں اور وہی ایک سب کا خالق و مالک اور محی و ممیت ہے۔ یہاں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خدا نہیں، قریش کا خدا نہیں، مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ کل دنیا کا ایک ہی خدا ہے۔ ایک ہی وحدت ربانی ہے جس میں کل بندگان الٰہی باہم یکساں شریک ہیں۔ وہ سب اس کے بندے ہیں اور وہ ایک ان سب کا خدا ہے۔ قرآن مجید کی سب سے پہلی صورت کی سب سے پہلی دعا اور اس دعا کا سب سے پہلا فقرہ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو سکھلایا یہ ہے کہ: الحمد للہ رب العٰلمین (فاتحہ)

یعنی ساری خوبیاں اس ایک خدا کی ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ایک ہی ربوبیت ہے جس میں نہ صرف کل دنیا بلکہ کل دنیاؤں کی ساری مخلوقات یکساں شریک ہیں اور اس لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے ان تمام تفرقوں کو مٹا دیا جو ایک خدا ماننے کے باوجود دنیا کی قوموں اور خاندانوں کو مختلف خداؤں میں تقسیم کر دیتے تھے اور بتا دیا کہ ہم سب کے سب ایک خدائے واحد کے بندے ہونے کی حیثیت سے باہم بھائی بھائی ہیں۔ سید ہوں کہ شیخ، پرانے خاندانی مسلمان ہوں کہ نومسلم، برہمن ہوں کہ چمار، یورپین ہوں کہ ایشیائی سب ایک ہی آقا کے غلام اور باہم خواجہ تاش ہیں۔

قل اعوذ برب الناس
ملک الناس الٰہ الناس ۵
(الآیہ)

سارے انسانوں کا پروردگار
سب انسانوں کا بادشاہ اور
سب انسانوں کا خدا۔

یہ وہ وحدت ربانی ہے جس کا جلوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم نے دیکھا اور وہ حقیقت ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین سے ہم نے سمجھا۔ یعنی یہ کہ وہ ایک ہی شہنشاہ مطلق اور رب العباد ہے جس کی ربوبیت میں تمام مخلوقات ارضی و سماوی، انسانی، حیوانی اور تمام دنیا کے خاندان اور نسلیں، قومیں اور ملتیں برابر کی شریک ہیں۔ فرمایا:

انّ ھٰذہ امتکم امۃ
واحدۃ وانا ربکم فاتقون ۵

"بےشک یہ تم سب کی امت
ایک ہی امت ہے اور میں تم
سب کا پروردگار ہوں تو تم سب
میرا ادب لحاظ کرو۔"

یہ وہ بلند تخیل ہے جس نے نہ صرف عرب و عجم، ترک و تاجیک، زنگ و فرنگ، ہند و سندھ، روم و تاتار، یورپ و ایشیا سب کو ایک ربوبیت واحدہ اور ایک اخوت عامہ میں مربوط و منسلک کر دیا بلکہ انسانوں اور حیوانوں کو بھی ایک ہی پروردگار کے سامنے سرنگوں کر کے انسانوں کو حیوانوں کی خدمت اور حیوانوں کو انسانوں کی خدمت کا سبق پڑھایا۔

وما من دآبۃ فی الارض
ولا طائر یطیر بجناحیہ
الا امم امثالکم ۵
(انعام)

"نہ تو کوئی زمین میں رینگنے والا جانور ہے اور نہ کوئی پرندہ ہے جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہے لیکن وہ تمہاری ہی طرح امت ہے۔"

(باقی آئندہ)

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں
ادارہ

شہر شہر سے

نظام العلماء پاکستان

میں کوئی گروہ بندی نہیں: حضرت مولانا عبداللہ درخواستی

لاہور کالسلام جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ نے کہا ہے کہ جب تک ملک میں سختی کے ساتھ اسلامی قوانین پر عملدر آمد نہیں کرایا جاتا اس وقت تک امن وامان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ انہوں نے ایک بیان میں حکومت پر زور دیا کہ ملک میں غیر اسلامی قوانین یکسر ختم کر دیے جائیں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں انہوں نے عوام کو تلقین کی کہ وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کا غلبہ قائم کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں اور صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کی تعلیمات کے مطابق اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مولانا درخواستی صاحب نے کہا اسلامی وحدت ملی استحکام اور ملکی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ لادین عناصر کی سازشوں اور تخریب کاروں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنا دیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رواداری نہ برتی جائے انہوں نے علماء سے اپیل کی کہ وہ اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے نفاذ اور عوام کو متحد و منظم رکھنے کے لیے مثبت کردار ادا کریں انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور اپنے آپ کو منظم کریں

اور اسلامی اقدار کی سربلندی کے لیے جماعتی سطح پر پر امن جدوجہد جاری رکھیں مولانا درخواستی صاحب نے واضح کیا کہ حکومت اگر پاکستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ کر دے تو ہم اس سے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے قائد محترم حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مشن رہا ہے کہ ملک کو اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے اور وہ اس مشن کی تکمیل کے لیے آخری وقت تک جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا نظام العلماء پاکستان میں کوئی گروہ بندی نہیں ہے اور ہم نامزد اداروں میں شمولیت کے حامی نہیں ہمارا موقف واضح ہے ہم حکومت کی غلط پالیسیوں میں قطعاً شریک نہیں ہوں گے۔

اسلام دشمنوں سے خبردار رہیں

ٹنڈو آدم مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا احمد میاں حمادی خطیب جامع مسجد ٹنڈو آدم نے قبل نماز جمعہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ بعض مسلمان اب تک مسئلہ ختم نبوت سے ناواقف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک فرقہ میل ملاپ رکھنا جائز ہے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام پبلک پارک چنیوٹ میں ۲۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر بروز ہفتہ، اتوار، پیر منعقد ہو رہی ہے۔

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعہ جامع مسجد محمدیہ ریلوے سٹیشن ربوہ میں اہل اسلام کا عظیم اجتماع ہو رہا ہے چنیوٹ کانفرنس اور اجتماع ربوہ سے ملت اسلامیہ کے ممتاز رہنما، قومی و مذہبی عمائدین، تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنماؤں پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سراجیہ کندیاں شریف حضرت مولانا تاج محمود۔ مولانا محمد شریف جالندھری نے اہل اسلام سے شرکت کی پرزور اپیل کی ہے۔

حضرت مولانا حافظ سراج الدین رحلت فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت مولانا قاری حافظ سراج الدین صاحب کا چھوٹی ناظم عمومی کالعدم جمعیت علماء اسلام نظام العلماء پاکستان اور مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن حمیدیہ کلور کوٹ سے میانوالی طویل عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد مورخہ ۵ $\frac{۱۲}{۸۱}$ بروز ہفتہ ایک بجے دن رحلت فرما گئے حافظ صاحب مرحوم ضلع میانوالی کی مقتدر سیاسی اور مذہبی شخصیت تھے آپ نے سینکڑوں حافظ، قاری اور عالم بنائے پسماندگان میں چار لڑکے چھوڑے ہیں جو تمام حافظ قرآن اور باعمل ہیں بڑے سے چھوٹے لڑکے قاری قیام الدین صاحب کو جو پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے خطیب ہیں حافظ صاحب کا جانشین چنا گیا ہے قارئین ترجمان اسلام اور جماعتی و مسلکی احباب سے اپیل ہے کہ حافظ صاحب قاری سراج الدین مرحوم کی بلندی درجات کے لیے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(آمین ثم آمین)

(مرسلہ عاشق علی خاں کلور کوٹ)

حضورؐ کے مشن کو جاری رکھا جائے

منگ آزاد کشمیر۔ لوکل کونسل منگ کے ممبر مولانا محمد عبدالخالق نے کہا ہے کہ علماء حق نے تنظیم اہل سنت والجماعت کے نام پر ایک جماعت کا قیام عمل میں لاکر عوام پر عظیم احسان کیا ہے مولانا محمد عبدالخالق نے کہا کہ حضورؐ سے تعلق اور محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کے مشن کو جاری رکھا جائے آپؐ نے اسلام کی سربلندی کے لیے جو قربانیاں دیں ان کو لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے اور خود عملی طور پر دین کے لیے قربانی پیش کی جائے

حدیث: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ، جناب رسول مقبولؐ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

قبول اسلام

حیدر آباد۔ کئی افراد کی موجودگی میں ایک ہندو نوجوان لال چند ولد دتو نے خطیب زمزم مسجد حافظ محمد طاہر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بعد میں نومسلم نے علاقے کے بااثر افراد اپنے والدین اور دیگر شہریوں کی موجودگی میں واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ اس نے اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کیا ہے اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اور مزید تربیت کے لیے عبداللہ چند مہینوں کے خاطر تبلیغی جماعت کے ہمراہ رائے ونڈ چلا گیا۔

(رپورٹ حافظ محمد طاہر)

اسلام عملی طور پر نافذ کریں

حیدر آباد۔ نظام العلماء حیدر آباد کے ناظم حافظ محمد طاہر نے زمزم مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۳۵ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ہم حقیقی آزادی سے نہ صرف محروم ہیں بلکہ منزل مقصود سے کوسوں دور جا چکے ہیں اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے اب تک ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں۔ زبانی طور پر اسلام کی بات ہو رہی ہے لیکن عملاً اسلام سے بے اعتنائی برتی جا رہی ہے۔ ماضی سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے حال اور مستقبل سے بے خبر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم کھرے اور کھوٹے میں تمیز نہیں کر سکتے انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلام کے عادلانہ نظام کو عملی طور پر نافذ کیا جائے۔

خیر مقدم اور اظہار مسرت

بھوتی گاڑ ضلع اٹک ہ انجمن ربانیہ پاکستان بھوتی گاڑ کے کارکنوں اور رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں نظام العلماء پاکستان کے مصالحتی فارمولے کا خیر مقدم کیا ہے نیز اکابر جماعت کے باہمی اتفاق و اتحاد پر اظہار مسرت کرتے ہوئے تمام اکابر نظام العلماء پاکستان کو مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔

(مرسلہ حسین احمد قریشی)

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت جلال پور پیروالہ کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت عبدالرحمٰن جامی النقشبندی منعقد ہوا۔ اجلاس میں حبیب الرحمٰن حامدی، قاری عبدالرحیم زاہد، حاجی نثار احمد قریشی، حسن معاویہ نقشبندی نے ممتاز عالم دین مولانا خلیفہ مجاز قطب العالم شیخ الاسلام مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مدنی نقشبندی مجددی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

مراسلات

قانون حق شفعہ نافذ کیا جائے

مکرمی

مدیر صاحب

السلام علیکم ! مورخہ ۲ر دسمبر کو نظام العلماءؒ پاکستان کے امیدوار اور ناظم عمومی صاحبان کا بیان بعنوان "مکمل اسلامی نظام کے نفاذ میں تاخیر مناسب نہیں" شائع ہوا جس میں کہا گیا ہے کہ قوم کے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا چاہیئے اور انہیں ملکی دفاع کے لیے تیار کیا جائے۔ جو کہ بے حد ضروری ہے اور سادگی اور قومی لباس کی تلقین کے ساتھ ساتھ حکومت کو ملک میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کی نوید سنائی تو کروڑوں دل کے دینی جذبات کو تسکین ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسلامی نظام میں مخلص ہے تو پھر کون سی بات ہے جو اسلامی نظام کے نفاذ کو روکتی ہے انہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ ملک میں نظام اسلامی کے لیے موثر اقدامات نہ ہونے کی وجہ سے آج پوری قوم میں اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے۔ جون ۱۹۸۱ء میں صدر صاحب نے اپنی اجتماعی تقریر میں کونسل کی کارکردگی سراہتے ہوئے فرمایا کہ بڑی محنت اور کافی جدوجہد کے بعد یہ حق شفعہ کا قانون مکمل کر کے حکومت کو منظوری کے لیے بھیجا گیا ہے اور وہ بہت جلد منظور ہو جائے گا۔ حالانکہ اس وقت جناب صدر صاحب قانون کے نافذ کیے جانے کی منظوری دے دینی چاہیئے تھی جیسے کہ زکوٰۃ کے قانون کو ملک میں نافذ کیے جانے کے بارے میں منظوری دے دی گئی تھی۔ اسلامی نظام کے نافذ کرنے میں جتنی دیر کی جائے گی۔ حکومت کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ براہ مہربانی قانون حق شفعہ کے نافذ کیے جانے میں عوام کی امداد فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے گا۔

خیر اندیش

احمد علی بیرون حرم گیٹ ملتان

آپس میں اتحاد قائم رکھیں

محترمی

مدیر صاحب

السلام علیکم ! پاکستانی اخبارات و رسائل کے ذریعے دار العلوم دیوبند اور نظام العلماءؒ پاکستان کے حالات پڑھ پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ عاقبت نا اندیشی سے یہ دونوں تنزلی کی طرف جا رہے ہیں اور آپس کے اتفاق و اتحاد کا فقدان بڑھتا جا رہا ہے۔ جبکہ دشمنان دین منظم سے منظم تر ہوتے جا رہے ہیں خواہ شرک و بدعت کے روپ میں ہوں یا کمیونزم و سوشلزم کے نام پر اور اگر وقت کی نزاکت کو نہ سمجھتے ہوئے ان دونوں کی بقاء اور استحکام کے لیے اتحاد و اتفاق سے کام نہ لیا گیا تو پھر اللہ حافظ ہے۔ خدانہ کرے پاکستان اور ہندوستان میں بھی علماء کا وہی حشر ہو جو دیگر بلاد اسلامیہ میں ہو رہا ہے۔

غلام مصطفےٰ احسن

ص۔ب ۲۸۱۷۴ الرفاع

دولۃ بحرین

احباب کا شکریہ

مرکزی مبلغ نظام العلماءؒ پاکستان وسرکولیشن مینجر ترجمان اسلام

مولانا منظور الحق رحمانی نے مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ مکمل کر لیا ہے

گوجرانوالہ۔ گکھڑ منڈی۔ جہلم۔ دینہ۔ راولپنڈی اٹک۔ نوشہرہ۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ ہنگو۔ زرگری۔ بنوں لکی مروت۔ میانوالی۔ کلور کوٹ۔ بھکر۔ فیصل آباد چنیوٹ۔ چک جھمرہ۔ ادارہ ترجمان اسلام موصوف سے تعاون کرنے والے احباب اور ایجنسی ہولڈر حضرات کا از حد مشکور رہے اور امید کرتا ہے کہ آئندہ بھی مرکزی بیت المال اور ادارہ کی ترقی اور استحکام کے لیے موصوف سے مخلصانہ تعاون کریں گے۔

سالن کا شوربہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ہنڈیا پکائے تو اسکا شوربہ زیادہ کرے اور اسمیں سے پڑوسی کو بھی حصہ دے۔

روداد جشن دیوبند

کا چوتھا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ خواہش مند حضرات فوراً طلب فرمائیں۔

رعایتی قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ :- مکتبہ تبصرہ ۷ گلشن کالونی شاد باغ لاہور

طلبہ کی سرگرمیاں ترتیب ظہیر میر

صوبہ سرحد کے کالجز میں جمعیۃ طلباء اسلام کی کامیابیاں

۳۰/۳۱ دسمبر کو لاہور میں مرکزی مجلس عاملہ اور شوریٰ کا مشترکہ اجلاس ہوگا

صوبہ سرحد سے آمدہ اطلاعات کے مطابق کالجز یونین کے الیکشن میں جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں کو واضح کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں پورے صوبے میں جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھی انتہائی فعال طریقے سے تنظیمی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اس سلسلہ میں ایک پیغام کے ذریعے جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے صدر جناب نجیم خاں نے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے کالجز یونین کے الیکشن میں جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں کے لیے کام کیا ہے انہوں نے اپنے پیغام میں اُمید ظاہر کی ہے کہ انشاءاللہ پورے صوبے میں جمعیۃ طلباء اسلام کی طلباء کی واحد نمائندہ تنظیم ثابت ہوگی مختلف کالجز میں کامیابی حاصل کرنے والوں کی تفصیل آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور شوریٰ کا ایک مشترکہ اہم اجلاس ۳۰، ۳۱ دسمبر بدھ، جمعرات کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں تمام متعلقہ حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن اصحاب کو دعوت نامہ نہ ملا ہو وہ فوراً مرکزی دفتر سے رابطہ کریں یا اسی اعلان کو دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت اجلاس میں شریک ہوں۔

منجانب:۔ **محمد ظہیر میر** ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

ڈیرہ اسماعیل خاں:۔ جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے ناظم عمومی جناب محمد شعیب قریشی کی اطلاع کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیرہ اسماعیل خاں میں جمعیۃ طلباء اسلام کے فعال ساتھی جناب عبدالکلام خاں انتہائی سخت مقابلے کے بعد سٹوڈنٹ یونین کے صدر منتخب ہو گئے ہیں اس کامیابی پر جمع ہونے والے طلباء کے عظیم الشان جلوس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے قائم مقام صدر جناب اسماعیل قریشی نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں نے انتخابی مہم میں جو وعدے کئے تھے انشاءاللہ پورے کیے جائیں گے انہوں نے کہا کہ ہمارے طلباء نے اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام تعلیم کے خواہاں ہیں اور جمعیۃ طلباء اسلام بھی اسی مقصد کے لیے سرگرم عمل ہے۔

جمعیۃ سے اخراج

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر ندیم اقبال اعوان نے ضلع لاہور کے صدر حافظ عبداللطیف عثمانی کی سفارش پر خالد محمود ڈبیبو اور محمود اشرف کو جماعت کی بنیادی رکنیت سے خارج کر دیا ہے! خالد محمود ڈبیبو پر الزام ہے کہ انہوں نے جماعت کے فنڈ میں غبن اور مرکزی فیصلوں کی صریح خلاف ورزی کی ہے نیز ان کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہوئے دستور کے مطابق سات ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ محمود اشرف پر الزام ہے کہ وہ کالج اور اسلام دشمن عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے جماعتی بدنامی کا باعث ہوئے ہیں تاہم ان افراد کو ان مبینہ الزام کی وضاحت کے لیے اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے گئے لیکن وہ اپنی مقررہ مدت میں کوئی صفائی پیش کرنے سے قاصر رہے جس کی وجہ سے مرکزی صدر نے ان کو جماعت کی بنیادی رکنیت سے خارج کر دیا ہے اور کہا ہے کہ آئندہ جماعت ان کے کسی قول و فعل کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

ضلع سوات:۔ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سوات کے ناظم نشر و اشاعت جناب شبیر احمد کی اطلاع کے مطابق جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سوات کی مجلس عمومی کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت سرپرست جمعیۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب پیر تھانوی گنبد مسجد رنگ محلہ مینگورہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں سال رواں کے لیے درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر۔ جناب عبدالرحمٰن کوہستانی متعلم دارالعلوم سیدو شریف نائب صدر اول امین الحق متعلم دارالعلوم چار باغ نائب صدر دوم۔ جناب عمر ڈسیر متعلم جہانزیب کالج سیدو شریف ناظم عمومی جناب شمس العلوم مدرسہ مظہر العلوم مینگورہ ناظم اول جناب سراج اللہ متعلم جہانزیب کالج سیدو شریف ناظم دوم حزب اللہ متعلم دارالعلوم سیدو شریف نشر و اشاعت شبیر احمد لیسانی متعلم دارالعلوم سیدو شریف مالیات جناب عبدالرزاق دارالعلوم سیدو شریف۔

جہانزیب پرویز شاہ پوری نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر اپنے تمام ساتھیوں سمیت جمعیت طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔